THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دین کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں ...

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر :- غلام نبی ✽ اسسٹنٹ :- مہر محمد خان

فہرست مضامین

نمبر ۶۷/۶۸ | مورخہ ۲۷ فروری و ۲ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء | یوم دوشنبہ و پنجشنبہ | مطابق یکم و ۴ رجب ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ پنجشنبہ ۲۳ فروری ۱۹۲۲ء ۳ بجے دارالامان سے بارادہ لاہور روانہ ہوئے۔ حضور کے ساتھ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب۔ جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے پرائیویٹ سکرٹری۔ جناب چودہری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر اشاعت تھے ✽

سفر لاہور کے کوائف علیحدہ درج ہیں۔ جو اطلاعیں آج آخری کاپی پریس میں جانے تک وصول ہوئی ہیں اسمیں بتلایا گیا ہے امید کیجاتی ہے۔ کہ ۲ مارچ کو حضور واپس دارالامان رونق افروز ہو جائینگے ✽ حضرت نواب محمد علیخان صاحب مع اپنے اہلبیت نیز حضرت ام المومنین ۲۳ فروری صبح لاہور تشریف لیگئے

حضرت خلیفۃ المسیح کا سفر لاہور

(الفضل کے خاص رپورٹر سے)

(۲۴ فروری) چٹھی نمبر ۱ (لاہور)

کل اگرچہ قادیان سے روانگی دیر سے ہوئی تھی۔ مگر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ مع خدام گاڑی آنے سے پہلے سٹیشن پر پہنچ گئے تھے۔ احباب بٹالہ اسٹیشن پر موجود تھے۔ وہاں حضور کے دست مبارک پر دو شخصوں نے بیعت کی۔ امرتسر کی جماعت سٹیشن پر موجود تھی۔ اور جماعت امرتسر نے ہی حضرت خلیفۃ المسیح اور حضور کے خدام کے کھانے کا انتظام کیا تھا۔ چنانچہ گاڑی میں ہی کھانا کھلایا گیا۔ جزاہم اللہ ✽

لاہور کے سٹیشن پر امیر جماعت احمدیہ مع چند احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔ حضور موٹر میں سوار ہوکر جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی کوٹھی پر تشریف لائے۔ جہاں حضور اور خدام کے ٹھیرنے کا انتظام تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور حضرت خلیفہ اول کے اہلبیت کے قیام کا انتظام آج شب شیخ عبدالحمید صاحب آڈیٹر کے زنان خانہ میں تھا۔ علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خدام کے باقی احباب قادیان کی رہائش احمدیہ ہوسٹل میں کی گئی۔ چونکہ حضور کی آمد لاہور کی خبر اخبار میں پیشتر ازیں شائع ہوگئی تھی۔ اس لئے پنجاب کے مختلف اضلاع سے بہت سے احباب لاہور میں پہنچ گئے ہیں ✽

(۲۵ فروری) چٹھی نمبر ۲ (لاہور)

حضرت مولانا شیر علی صاحب بمبئی سے تحفہ شہزادہ ویلز

طبع کرا کر کیسکیٹ تیار کرا کر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کے حضور تشریف لے آئے ہیں۔ کتاب کا اصل مضمون ایک سو پانچ صفحوں میں ختم ہوا ہے۔ تین تصویریں ہیں یعنی (۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۲) حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ (۳) حضرت خلیفہ ثانی۔ کیسکیٹ چاندی کا ہے۔ اور سونے کے پترے پر دیباچہ کندہ کیا گیا ہے ؎

کل حضور نے خطبہ جمعہ پر توکل پر تقریر فرمائی اور جمعہ اور عصر کی نماز جمع کر کے پڑھائی۔ اور پھر حضور جناب گورنر صاحب بہادر پنجاب کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تھے ؎

چھ سات سو کی تعداد میں احباب جماعت احمدیہ مختلف اضلاع سے آئے ہیں۔ جو لوگ گوجرات۔ گوجرانوالہ کی طرف سے آئے ہیں۔ انھوں نے بتایا کہ ترک موالات والوں نے بعض سٹیشنوں پر سخت بدزبانی اور سختی اور سنگ باری سے آنے والوں کو روکنے کی کوشش کی جسمیں بعض لوگ زخمی بھی ہو گئے۔

۲۴ کی شب کو مندرجہ ذیل اصحاب نے حضور سے بیعت کی۔

(۱) پیر خوشی محمد صاحب۔ گولیکی۔ ضلع گوجرات
(۲) پیر محمد اکبر صاحب کفر ڈماسٹر " "
(۳) برکت علی صاحب ککے زئی۔ کنجاہ " "
(۴) حسین محمد صاحب۔ للیانی۔ ضلع لاہور
(۵) نورالدین صاحب ترگڑی۔ ضلع گوجرانوالہ
(۶) شہاب الدین صاحب۔ لاخنہ لاہور
(۷) رحمت خان صاحب چاکاں وال۔ گجرات

اس کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب نے وجعلنا کم شعوباً و قبائل لتعارفوا کے متعلق سوال کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے محض یہی منشار نہیں کہ جماعتوں اور قبائل کے نام پہچاننے کے لئے ہیں۔ بلکہ اسمیں ایک خاص باریک معنے بھی ہیں جو یہ ہیں۔ کہ بعض اقوام کی قومی فضائل مشہور ہو جاتی ہیں۔ مثلاً بعض اقوام بزدل بعض شجاع۔ بعض چور ڈاکو۔ بعض خوش معاملہ و خوش اخلاق۔ چونکہ افراد سے ہی اقوام کے کیریکٹر تیار ہوتے ہیں۔ اس لئے چاہیئے کہ اپنی اقوام کا ایسا کیریکٹر دنیا میں پیش کیا جائے کہ قوم کا نام آتے ہی اچھا خیال اس کے متعلق دل میں نے آئیں۔ اور اسی کے متعلق آیا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے حضور میں معزز ہونے کا طریق تقویٰ ہے دنیا میں خوش اخلاق۔ حسن معاملہ اور اللہ کے حضور تقویٰ جو اختیار کرے۔ اسکو اللہ کے ہاں سے اکرم ہونے کی سند ملجاتی ہے ؎

آج (۲۵ فروری) شام کو حضرت خلیفۃ المسیح تمام احباب کو جو یہاں آئے ہوئے ہیں۔ مغرب کے بعد نصائح فرمائینگے۔ اور آج صبح جماعت لاہور کے کارکنوں کو علیحدہ یاد فرما کر تبلیغ کے متعلق مناسب ہدایات فرمائیں۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل تین شخصوں نے بیعت کی :-

(۱) غلام محمد صاحب للیانی لاہور
(۲) شیر محمد صاحب " "
(۳) عبداللہ صاحب پریم کوٹ "

۲۶ فروری صبح چٹھی نمبر ۳ لاہور

۲۵ فروری ۱۹۲۲ء ولیعہد سلطنت برطانیہ شہزادہ ویلز کی آمد کا دن تھا۔ اور لاہور کا سٹیشن اور شہزادہ کا نام راستہ آراستہ و پیراستہ تھا۔ فوجیں دو رویہ کھڑی تھیں۔ اور تماشائیوں سے راستے کے دو بازو پُر تھے۔ جہاں تک دیکھو آدم ہی آدم نظر آتا تھا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائی۔ کیونکہ حضور نے گورنمنٹ ہاؤس میں تشریف لے جانا تھا۔ بعد نماز حضور نے تمام احباب کو جن کی تعداد ہزار ڈیڑھ ہزار کے درمیان اندازہ کی گئی ہے۔ مخاطب فرما کر یہ مختصر نصیحت فرمائی۔

فرمایا :- مومن کا کام سنجیدہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے مقصد کو نہیں بھلاتا۔ ہم پر فرض ہے کہ بادشاہ کے مطیع ہوں۔ اسوقت بعض نادان ملک میں شور مچاتے ہیں۔ اور انھوں نے شہزادے کی آمد پر ہڑتالیں کی ہیں۔ ہم وفادار ہیں۔ اور وفاداری ہمارے فرائض میں ہے۔ مگر ہم جو کچھ کرتے ہیں نہ گورنمنٹ کی خوشامد کے لئے نہ اس سے کچھ لینے کے لئے۔ کیونکہ یہ ہمیں کچھ دے نہیں سکتی۔ ہم اس کے قائل نہیں کہ بادشاہ خدا کے تصرف سے باہر ہیں۔ بلکہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور سچا اعتقاد ہے کہ بادشاہوں کے دل بھی اس کی مٹھی میں ہیں۔ جلسہ پر ہم نے شہزادے کو تحفہ دینے کا اعلان کیا تھا۔ خیال تھا کہ بیس پچیس صفحہ کی کتاب ہوگی۔ مگر وہ اسی صفحے کی کتاب بن گئی۔ جو انگریزی میں ایک سو پانچ کی کتاب ہوگی۔ یہ تحفہ گورنمنٹ کے ذریعہ پیش ہو گا۔ ہم دعا کرتے ہیں۔ اور خوش آمدید کے وقت بھی دعا کریں۔ مومن کی آنکھ زبان۔ آواز ہر ایک میں اثر ہوتا ہے۔ ہماری خوش آمدید کی آواز میں بھی اس خواہش کی لہریں ہوں کہ ہم خواہش رکھتے ہیں کہ آپ کو خدا قبول الحق کی توفیق دے۔ اور آپ کو آپ کے ملک کے لئے پہلا ایلچی بنا کر بھیجے۔ اور اس اجتماع کو بابرکت کرے۔

اس کے بعد تمام احباب مکلوڈ روڈ پر جہاں احمدیہ جماعت کی نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔ ترتیب سے بھیجے گئے۔ کرسیوں کا کافی انتظام تھا۔ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین اور آپ کے ماتحت بعض دیگر احباب نے ترتیب سے سب کو بٹھا دیا۔ جماعت کی نشستگاہ کے سامنے بہت سے قطعات وغیرہ آویزاں تھے۔ جن پر جماعت احمدیہ کی طرف سے تاج برطانیہ کے آیندہ وارث اور بادشاہ کے لئے خوش آمدید اور دعائیہ فقرات لکھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے کیا ہندو کیا مسلمان "ہے ہے" وغیرہ کے نعرے اپنے لئے منتخب کئے تھے۔ مگر جماعت احمدیہ کا نعرہ خوش آمدید یہ تھا۔ "سلام علیکم اہلاً و سہلاً و مرحباً" گورنمنٹ ہاؤس کو جس موٹر پر سوار ہو کر شہنشاہِ روحانیت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح تشریف لیجا رہے تھے اسپر انگریزی میں لکھا ہوتا تھا "His Holyness Khalifa tul mesih of Qadian." اور اس کے ساتھ حضور کے ہمرکاب ایک اور موٹر تھی۔ جس موٹر میں حضرت امام سوار تھے۔ اسمیں حضور کے دائیں طرف حضرت صاحبزادہ میرزا شریف احمد صاحب آنریری رسائیدار اپنی وردی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دار الامان ٢٧ فروری و ٢ مارچ سنہ ١٩٢٣ء

ٹریکٹ اتمام حجّت نمبر ٣ کی تردید
مولوی محمد علی صاحب کا چیلنج منظور

خلاصہ ٹریکٹ مولوی محمد علی صاحب نے اس ٹریکٹ میں مندرجہ ذیل چار امور بیان کئے ہیں:۔ (١) ایک چیلنج دیا ہے (٢) ہم سے ایک حلف کا مطالبہ کیا ہے (٣) اپنے حق پر ہونے کو بذریعہ حلف ظاہر کرنا چاہا ہے (٤) تبدیلی کی تاریخ سنہ ١٩٠١ء میاں صاحب نے خود ایجاد کی ہے۔ ان کا جواب اسی ترتیب سے ہدیہ ناظرین ہے:۔

امر اول اور چیلنج منظور امر اول کے متعلق گذارش ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اس ٹریکٹ میں ہم سے ایک زبردست مطالبہ بشکل چیلنج کیا ہے۔ جو بجنسہ انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے:۔

"حضرت صاحب کے دعویٰ میں تبدیلی کی تاریخ سنہ ١٩٠٢ء انھوں نے (میاں صاحب نے) خود بنائی تھی۔ اسلئے انہیں حق تھا۔ کہ خود اُسے بدلکر سنہ ١٩٠١ء بنا دیں۔ اگر میں اثبات میں جھوٹا ہوں۔ تو مجھے سارے احمدی لٹریچر میں کتابیں ہوں یا اشتہارات یا اخباروں میں کوئی شخص ایک فقرہ نکالکر دکھا دے کہ میاں صاحب کی اس ایجاد متعلق تبدیلی عقیدہ سے پیشتر کبھی کسی نے یہ لکھا ہے کہ حضرت صاحب نے سنہ ١٩٠٢ء یا سنہ ١٩٠١ء میں اپنا دعویٰ تبدیل کر لیا تھا۔ پہلے آپ غلطی سے اپنے آپکو نبی کی بجائے محدث کہہ دیا کرتے تھے۔ اور ایک زمانہ آپ پر ایسا گذرا تھا کہ آپ لفظ نبی یا محدث کے معنے نہ جانتے تھے۔"

اگرچہ یہ مطالبہ اصولی رنگ میں بالکل غیر صحیح اور ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہوا دکھانے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ لکھنے کی ضرورت تو اسی وقت پیش آتی تھی۔ اگر کوئی شخص اس کا انکار کرتا یا اس کے متعلق کسی قسم کا اختلاف پیدا ہوتا۔ [illegible] نزدیک ساری جماعت حضرت مسیح موعودؑ کو نبی کہتی رہی اور نبی لکھتی رہی۔ تو بغیر اس سوال کے اٹھانے کے کہ کب سے حضرت صاحب نے دعویٰ نبوت کیا ہے۔ کوئی شخص اپنی تحریروں میں دعویٰ نبوت کی تاریخ کا ذکر کرتا۔ ہاں اب آپ نے باوجود ساری عمر اس پر ایمان رکھنے اور اس ایمان کو شائع کرتے رہنے کے کہ حضرت صاحب مدعی نبوت ہیں۔ اور دعویٰ نبوت کی تاریخ دریافت کی۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے وہ تاریخ آپ کو بتا دی۔ لیکن قربان جاؤں اس مولا کریم کے جس نے باوجود کسی اہم ضرورت کے پیش نہ آنے کے محض اپنے ایک پیارے کی جسے اُس نے اپنے ہاتھ سے خلیفہ بنایا عزت رکھنے اور اس کے مقابلہ میں اس کے دشمن کو اس کے اس خلاف اصول حملہ میں بھی ناکامی و نامرادی کا مُنہ دکھانے کے لئے احمدی لٹریچر میں پہلے سے ہی سامان رکھ دیا ہوا ہے۔ پس میں آپ کے اس چیلنج کو کہ حضرت میاں صاحب کی (نعوذ باللہ) ایجاد متعلق تبدیلی عقیدہ سے پیشتر احمدی لٹریچر سے خواہ وہ کتابوں کی صورت میں ہو۔ خواہ اشتہاروں یا اخباروں کی شکل میں ہو۔ ایک فقرہ ہی دکھا دو۔ قبول کرتا ہوا آپ کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن اس فقرہ کو شائع کرنے سے پہلے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر میں ایسا فقرہ دکھا دوں۔ تو کیا آپ حسب قرارداد خود اثبات کے لئے تیار ہیں کہ ایسا فقرہ دیکھنے کے بعد یہ اعلان کر دیں کہ مجھے آئندہ کے لئے جھوٹا سمجھا جائے۔ اور ایجاد تبدیلی عقیدہ کا گندہ الزام جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر میں لگاتا رہا ہوں وہ بالکل بے بنیاد تھا۔ آئندہ میں ایسے جرم کا کبھی ارتکاب نہیں کرونگا۔ اور اپنے ہمخیالوں کو بھی اس سے مجتنب رہنے کی تاکید کرونگا۔

اگر آپ ایسا اعلان شائع کر دیں۔ تو میں فوراً آپ کو وہ حوالہ دکھا دوں گا۔ ورنہ دنیا سمجھ لیگی۔ کہ آپ ان مباحث میں کہاں تک نیک نیتی سے کام لے رہے ہیں۔

امر دوم اور مطالبہ کا [illegible] امر دوم میں آپ ہم سے ان الفاظ میں حلف اٹھانے کا مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم نے [illegible] (نومبر سنہ ١٩٠١ء) یہ سمجھ لیا تھا کہ آج حضرت مسیح موعود دعویٰ نبوۃ کرتے ہیں۔ اور آپ کی پہلی تحریریں انکار نبوت پر منسوخ ہیں۔" حلف پر مفصل بحث تو میں آگے چلکر کرونگا۔ اسجگہ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس مضمون میں آپ کا یہ فقرہ "اور آپکی پہلی تحریریں انکار نبوت پر منسوخ ہیں" اگر پہلے فقرے "آج حضرت مسیح موعود دعویٰ نبوت کرتے ہیں" کے لئے بطور لازمی نتیجہ کے ذکر کیا گیا ہے۔ تو قابل اعتراض نہیں۔ اور اگر اس فقرہ کو حلف کا مستقل جزو قرار دیا گیا ہے تو یہ خالی از مغالطہ نہیں۔ جو حلف اٹھانیوالوں کی تعداد کو کم کرنے کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ کیونکہ پہلی کسی تحریر کی منسوخیت کی شہادت تو وہی شخص دے سکتا ہے جس نے وہ تحریر پڑھی ہو۔ پس وہ لوگ جنھوں نے کتب کا مطالعہ نہیں کیا تھا یا وہ لوگ جو سلسلہ میں سنہ ١٩٠١ء یا اس کے قریب داخل ہوئے تھے۔ وہ کس طرح اپنی شہادت میں یہ الفاظ درج کر سکتے ہیں۔ اس سے میرا یہ مطلب نہیں کہ اس قسم کی شہادت دینے والا کوئی نہیں۔ خدا کے فضل سے ایسے آدمی موجود ہیں۔ جو اس شہادت حقہ کو حلفاً ادا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ہم انشاء اللہ انکی حلفیں شائع بھی کرینگے۔ میرا مطلب اصولاً یہ دکھانا ہے۔ کہ یہ الفاظ محض زائد اور بے فائدہ ہیں۔ کیونکہ اگر ہمیں جماعت میں ایسے آدمی ملجائیں۔ جو یہ حلفیہ شہادت دیں کہ ہم نے غلطی کے ازالہ کی اشاعت کے وقت یہ سمجھ لیا تھا کہ حضرت صاحب نے دعویٰ نبوت کر دیا ہے۔ تو ہمارا مدعا پورا ہو جاتا ہے کیونکہ اصل غرض تو اسی بات کا پتہ لگانا ہے کہ جماعت نے کیا اُس وقت دعویٰ نبوت سمجھا تھا یا اب اختراع کیا جاتا ہے۔ اور یہ بات اس شہادت سے بخوبی حاصل ہو جاتی ہے۔ پس میں مولوی صاحب کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے دونوں قسموں کی حلفیہ شہادتیں شائع کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن ان کو شائع

کرنے سے پہلے میں مولوی صاحب سے اس کے متعلق بھی اتنا دریافت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا ان شہادتوں کے شایع ہونے کے بعد وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر کے اس سے رجوع کرینگے۔ اور آیندہ حضرت صاحب کی نبوت کے مقر ہو کر انقطاع نبوت پر [illegible] کہکر اپنا پیچھا چھڑانے کی کوشش نہ کرینگے۔ کہ بحث اصولی ہونی چاہیئے۔ ہم دلائل کے مقابلہ پر کسی کی حلف کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے مبرہن عقائد کو قسموں کی خاطر نہیں چھوڑ سکتے۔

بہرحال مولویصاحب ان حلفوں کا کوئی فائدہ شایع کریں ہم فوراً حلفیں شایع کر دینگے۔ ورنہ یہ ایک لغو کام ہوگا جس سے والذین ھم عن اللغو معرضون کے ماتحت مومن کو بچنا چاہیئے۔

پھر اگر آپ ہماری طرف سے حلفوں کے شایع ہونے کے بعد یہ کہدیں۔ کہ حلفوں کی خاطر عقائد نہیں قربان کئے جا سکتے۔ کیونکہ ان کی بنیاد دلائل پر ہوتی ہے۔ تو آپنے کیوں اپنی حلفوں کو شایع کر کے بے فائدہ کاغذ سیاہ کیا ہے۔ یہ بھی آپ کو یاد رہے کہ آپ کی حلفیں نفی کی ہیں اور ان کی بنیاد بے علمی پر ہے۔ لیکن ہماری حلفیں اثبات کی ہیں۔ اور وہ علم پر مبنی ہیں۔ اسلئے مقابلہ میں وہی قابل اعتماد ہو سکتی ہیں۔

ساری جماعت کو حلف میں شریک ہونا چاہیئے۔

اسجگہ میں ایک اور امر کی وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ کہ مولوی محمد علی صاحب نے حلف اٹھانے والوں کے دائرہ کو تنگ کرنے کے لئے یہ شرط لگا دی ہے کہ حلف اٹھانیوالا سنہ ۱۹۰۱ء یا اس سے پہلے کا بیعت کنندہ ہو۔ مولوی صاحب کو یہ قید لگانے کی اسلئے ضرورت پیش آئی۔ کہ مولویصاحب کو یہ بخوبی علم ہے کہ حضرت صاحب کو نبی ماننے میں قریباً تمام جماعت کا اجماع تھا۔ اگر میں یہ قید نہ لگاؤں۔ تو ہزاروں شہادت دینے والے نکل پڑینگے۔ اسلئے جہانتک ہو سکے۔ اس دائرہ کو تنگ کر دیا جائے۔ لیکن افسوس ہے۔ معقولیت مولویصاحب کا ساتھ دیتی نظر نہیں آتی۔ کیونکہ عقل کی رو سے ان لوگوں کی شہادت بھی اس تنازع کے فیصلہ کرنے میں پہلوں کی شہادت سے کم وزنی نہیں۔ کیونکہ ان لوگوں سے پوچھنا چاہیئے۔ کہ تم نے بیعت دعوئی نبوت سمجھ کر کی تھی یا دعوئی محدثیت [illegible] اگر وہ یہ شہادت دیں کہ ہم نے دعوئے نبوت سمجھ کر بیعت کی تھی۔ تو مسئلہ بالکل صاف ہو جاتا ہے کیونکہ ان کو اس دعوئی کا علم دو طریق کے سوا تیسرے کسی طریق سے ہو سکتا ہی نہیں۔ یا تو انہوں نے جماعت کے لوگوں سے یہ دعوئی سنا۔ اور یا حضرت صاحب کی بعد کی شایع شدہ کتب میں دیکھا۔ کوئی بھی شق لے لو۔ ثابت یہی ہوگا کہ حضرت صاحب کا دعوی نبوت ہو چکا تھا۔ پہلی شق سے بھی یہی ثابت ہو گا کہ جماعت حضرت صاحب کو مدعی نبوت سمجھتی تھی۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ حضرت صاحب اپنے آپ کو محدث کہیں۔ اور جماعت لوگوں میں بطور نبی کے پیش کرے۔ دوسری شق اختیار کرنے سے بھی یہی ثابت ہو گا کہ حضرت صاحب کی سنہ ۱۹۰۱ء سے بعد کی کتب کو پڑھنے والا ان سے دعوئی نبوۃ ہی سمجھ سکتا تھا۔ اور یہ ایک کھلی دلیل ہے۔ اس بات پر کہ حضرت صاحب نے بعد کی کتب میں اپنے آپ کو بطور محدث کبھی پیش نہیں کیا ورنہ یہ ناممکن ہے کہ لکھا ہوا تو دعوی محدثیت ہو اور پڑھنے والا دعوئی نبوت سمجھ لے۔ پھر ایک دو نہیں۔ بلکہ سینکڑوں اور اگر یہ نتیجہ غلط ہو۔ تو نعوذ باللہ لکھنے والے پر حرف آئے گا۔ کہ وہ اپنے مطلب کو واضح کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود ؑ کی نسبت جن کو خدا نے سلطان القلم بنا کر بھیجا تھا۔ یہ خیال بھی دل میں لانا موجب سلب ایمان ہے۔ پس ان لوگوں کی یہ شہادت منسوخیت اور تبدیلی کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ کیونکہ پہلی کتب میں جیسا کہ آپ خود بھی تسلیم کرتے ہیں محدثیت کا دعوئی ہے۔ اور بعد کی کتب میں ان کی شہادت سے پتہ لگا کہ حضرت صاحب نے نبوت کا دعوئی کیا ہے۔ پس نتیجہ صاف نکل آیا کہ بعد کی کتب میں حضرت صاحب نے تبدیلی کر کے پہلی بات کو منسوخ کر دیا ہے۔ پس مولویصاحب کا ان لوگوں کو شہادت سے باہر رکھنا عمداً فیصلہ کے دو بازوؤں میں سے ایک کو توڑنے کی کوشش کرنا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حضرت صاحب کی نبوۃ پر قریباً تمام جماعت کا قبل از اختلاف متفق ہونا اس بات پر کھلی دلیل ہے۔ کہ حضرت صاحب نے اگر کوئی تحریر اس کے خلاف لکھی تھی۔ تو وہ حضرت صاحب کی کتب کی بناء پر جماعت کے اجماع سے منسوخ ہو چکی ہے۔

امر سوم اور مولوی صاحب کی پیش کردہ حلف کا بے معنی ہونا

مطالبہ امر دوم کے جواب کے بعد میں آپکے امر سوم یعنی آپ کی حلف کی حقیقت کھولنے کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ حلف بالکل بے معنی حلف ہے۔ آپ کے مدعا کو ہر گز ثابت نہیں کر سکتی کیونکہ حلف کے مضمون میں حلف اُٹھانے والوں کی طرف سے یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیلی کی اس کا ہمیں علم نہیں۔

حلف اُٹھانیوالے تو اپنا عدم علم بتا رہے ہیں۔ اور یہ ایک بالکل صاف اور واضح بات ہے کہ کسی شئے کے عدم علم سے اُس شئے کے وجود کی نفی لازم نہیں آتی۔ دیکھنا یہ ہے۔ کہ ایک غلطی کے ازالہ والے اشتہار میں کوئی تبدیلی پائی جاتی ہے یا نہیں۔ اگر پائی جاتی ہے۔ تو پھر کسی کا اس کے متعلق عدم علم کا اظہار کرنا کوئی وقعت نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اسکو پڑھا ہی نہ ہو یا پڑھا ہو تو اس کو سمجھنے سے قاصر رہے ہوں یا انھوں نے اس سے پہلی کتب کا مطالعہ ہی نہ کیا ہو۔ کہ ان کا ذہن کسی تبدیلی کی طرف منتقل ہو سکتا۔ اور یا یہ کہ اسوقت سمجھ لیا ہو۔ مگر ایک مدت دراز تک اس قسم کے سوال نہ اُٹھنے کی وجہ سے بھول گئے ہوں۔ آپ کے حلف اٹھانیوالوں میں سے اکثروں کی نسبت مجھے یقین ہے کہ انھوں نے کبھی بھی اس اشتہار کو اسوقت نہیں پڑھا ہو گا۔ جبوقت یہ شایع ہوا تھا۔ اور اگر بعض نے یہ اشتہار پڑھا ہو گا۔ تو یقیناً پہلی کتب ان کے مطالعہ سے نہیں گذری ہونگی۔ اگر آپ میرے اس خیال کو غلط ثابت کرنا اور اپنی حلف کو مفید اور بامعنی بنانا چاہتے ہیں۔ تو ان تمام لوگوں سے حلفیہ بیان شایع کرائیں کہ جبوقت ایک غلطی کا ازالہ والا اشتہار شایع ہوا تھا۔ اسوقت ہم نے اسکو پڑھا تھا۔ اور اس سے پہلی کتب کا مطالعہ بھی ہم نے کیا ہوا تھا اور نیز تبدیلی اور عدم تبدیلی کے سوال کو الگ کر کے ان سے

یہ بھی حلفیہ شائع کرائیں۔ کہ کبھی بھی ہم حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے قائل نہیں ہوئے۔ پھر دیکھیں کہ کتنے اپنی حلف پر قائم رہتے ہیں۔ ورنہ گول مول الفاظ لکھ کر عام لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے سے پرہیز کریں کہ آخر علیم بذات الصدور کے پاس جانا ہے ؛

مولوی صاحب کی نرالی منطق

شاید دنیا میں یہ پہلی ہی نظیر ہوگی۔ کہ اپنی ناسمجھی اور کوتاہ فہمی پر خوشی کا اظہار کیا جائے۔ اور اسکو اپنی صداقت کی دلیل گردانا جائے۔ مولویصاحب غلطی کے ازالہ میں اگرچہ تبدیلی کے وجود کو باوجود اس کے ایسی عبارتوں پر مشتمل ہونے کے جو تبدیلی پر دال ہوں۔ نہ سمجھ سکے ہوں۔ تو یہ امر آپ کے افہام کے قاصر ہونے پر دلالت کرتا ہے یا نفی تبدیلی پر۔ اب میں ذیل میں بطور مثال غلطی کے ازالہ سے چند عبارتیں پیش کرتا ہوں۔ جو کھلے طور پر تبدیلی کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ اگر نہیں۔ تو پھر آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ حضرت صاحب کی سابقہ کتب سے یہ مضمون نکالکر دکھا دو۔ اور اگر نہ دکھا سکو اور انشاء اللہ ہرگز نہیں دکھا سکو گے تو اپنے افہام کے قاصر ہونے پر افسوس کرو۔ کہ ہم ایسی کھلی کھلی تحریروں کے ہوتے ہوئے اصل مفہوم کو نہیں سمجھ سکے نہ کہ خوشی کے گیت گاؤ وہ عبارتیں یہ ہیں :۔ "نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں (نبی کی یہ تعریف کسی سابق کتاب سے دکھا دو) یہ ضرور یاد رکھو کہ اس امت کے لئے وعدہ ہے۔ کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائیگی۔ جو پہلے نبی اور صدیق پا سکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں۔ جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے (سابقہ کتب میں سے کسی سے دکھا دو۔ کہ نبیوں کے نبی کہلانے کی صرف یہی وجہ ہے۔ جو یہاں بیان ہوئی) پس مصفی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہے۔ اور مصفی غیب حسب منطوق آیت، نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے۔ اسلئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کیلئے محض بروز اور ظلیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے (یہ بات کسی تحریر سے نکال دو کہ مصفی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہے) اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد احمد سے مسمٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں۔ اور نبی بھی ہوں۔

بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ پھر کونسا انسان ہوا جس نے دعوی نبوۃ کیا (ایک ہی حوالہ دکھا دو۔ جس میں لکھا ہو کہ نبوت محمدیہ میرے اندر آگئی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اب دعوئے نبوۃ کر لیا ہے) جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لیگا۔ اس کا خلق لیگا۔ اس کا علم لیگا ویسا ہی اس کا نبی لقب بھی لیگا۔ چونکہ نبی میں نبوت بھی ایک کمال ہے۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو (اب اس قسم کا ایک حوالہ ہی دکھا دو) چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا۔ وہ میں ہوں۔ اسلئے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی ہے۔ ...

... ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا۔ سو ظاہر ہو گیا (اگر بروزی نبوۃ کے معنے محدثیت کے ہیں۔ تو محدث تو ہزاروں ہوئے ہیں۔ پھر اس فقرہ کے کیا معنے کہ ایک مقدر تھا۔ اور وہ میں ہوں)

میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے (اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آ ہی نہیں سکتا۔ تو اس طور اور اس طور کے کیا معنے)۔

حالفین کے نام لکھنے میں دیانتداری کا نمونہ

مولویصاحب کی حلف کو بے معنی ثابت کرنے کے بعد میں انکی صاحب کی دیانتداری کا نمونہ بھی دکھانا چاہتا ہوں۔ جو انھوں نے حالفین کے نام درج کرنے میں استعمال کی ہے۔ اسبات کو کون نہیں جانتا کہ جب تک کوئی شخص خود کسی بات پر قسم نہ کھائے۔ اسکی طرف قسم منسوب نہیں کی جا سکتی۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے محض اس خیال سے کہ یہ لوگ میرے شایع کر دینے کے بعد کب انکار کرنے لگے ہیں۔ خود ہی حلف کا مضمون تیار کر کے اس کے نیچے بعض لوگوں کے نام درج کر دیئے ہیں :۔

موتی کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کا انتظام ڈاک رسانی۔

یہ بات میں بے ثبوت نہیں کہتا۔ بلکہ اس کے واسطے میں دو زبردست ثبوت رکھتا ہوں :۔

اوّل نمبر ۳۶ پر بابو الٰہی بخش صاحب آفیسر منشی جہلم کے دستخط ہیں۔ ان کے لڑکے کا خط بجنسہٖ ذیل میں درج کر دیتا ہوں تاکہ ناظرین کو مولوی محمد علی صاحب کی دیانت اور امانت کا پوری طرح اندازہ ہو جائے۔ وہ لکھتے ہیں :۔

"نمبر ۳۶ غلط ہے میرے والد صاحب قادیان سے تعلق رکھتے تھے اور جب وہ وفات پانے لگے یعنی مرنے کے ۵ منٹ پہلے سب خاندان کو نصیحت کی کہ قادیان کے سوا تمہارا ٹھکانا نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ خلیفۃ المسیح کو السلام علیکم کہدینا۔ عبد الحکیم اکونٹنٹ جہلم"۔ اگر مولویصاحب کے پاس لوگوں نے خود اپنی حلفیں ارسال کی ہیں یا مولویصاحب نے انہیں سے ہر ایک کے پاس مضمون حلف بھیجا۔ اور انہوں نے اس پر دستخط کر کے واپس کیا ہے۔ اور مولویصاحب نے صرف انہی لوگوں کے نام شایع کئے ہیں جنکے دستخط مولویصاحب کے پاس پہنچ گئے ہیں تو مولویصاحب بتائیں کہ ایسے شخص کے دستخط ان کے پاس کسطرح پہنچے جو فوت ہو چکا ہے۔ کیا یہ مقام حیرت نہیں کہ ایک شخص وفات پا چکا ہو۔ اور مولوی محمد علی صاحب اسکی حلفی شہادت اپنے ٹریکٹ میں درج فرمائیں شاید مولوی محمد علی صاحب نے عالم ثانی کے ساتھ ڈاک رسانی کا انتظام کیا ہوا ہو اور یہ حلف وہاں سے منگوائی گئی ہو۔

۲۔ دوسرا ثبوت کہ یہ دستخط خود کئے گئے ہیں

دوسرا ثبوت اس بات کا کہ یہ دستخط خود ہی بغیر دستخط کنندگان کے پوچھے کے گئے ہیں۔ یہ ہے کہ ٹریکٹ میں جو نام شائع کئے گئے ہیں۔ ان میں نمبر ۹۶ پر شیخ محمد نصیب صاحب کا نام ہے۔ لیکن جب اس ٹریکٹ کو پیغام صلح میں شایع کیا گیا۔ تو ان کا نام کاٹ کر انکی بجائے محمد عبد اللہ ولد خلیفہ رجب الدین لکھ دیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شیخ محمد نصیب صاحب سے پوچھے بغیر ہی ان کا نام شایع کر دیا گیا تھا بعد میں انکے انکار پر ان کا نام بدل دیا اور اس خیال سے کہ تعداد میں کمی نہ ہو دوسرا نام لکھ دیا ورنہ اس تغیر کی کوئی معقول وجہ بتائی جائے۔

یا تو حالفین نے مضمون حلف پڑھا ہی نہیں یا بغیر ان کی اجازت کے نام درج کردئے گئے ہیں

علاوہ اس کے تین قرینے ایسے ہیں جو بتلاتے ہیں۔ کہ یا تو مولویصاحب نے قسم کھانے والوں کے نام خود ہی درج کردئے ہیں یا انہوں نے بغیر مضمون حلف پڑھے دستخط کردئے ہیں۔ اگر وہ پڑھ لیتے تو کبھی اس مضمون پر دستخط نہ کرتے۔ مثال کے طور پر مولوی سید محمد احسن صاحب کو ہی پیش کرتا ہوں۔

مضمون حلف میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ حضرت صاحبؑ کے الہامات میں جو لفظ نبی آیا ہے۔ اس سے مراد مجازی جزوی۔ ظلی۔ نبی ہے جیسے محدث کہا جاتا ہے اور اس پر دستخط کنندگان میں سے مولوی سید محمد احسن صاحب اور مولوی محمد علی صاحب دونوں کے دستخط ہیں جسکے یہ معنے ہوئے کہ یہ دونوں مجازی۔ جزوی۔ ظلی کے مضمون میں اتفاق رکھتے ہیں۔ حالانکہ مولوی سید محمد احسن صاحب صاف تحریر فرما چکے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی نہ جزوی نبوۃ کے معنے سمجھتا ہے۔ نہ مجازی کے نہ ظلی کے خاکسار نے تو ستہ ضروریہ میں یہ لکھدیا ہے کہ اس صورت میں اگر اصل وظل میں تساوی بھی ہو۔ تو کچھ حرج نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ مولوی محمد علی صاحب بعد اختلاف ہمیشہ سے جزوی مجازی ظلی وغیرہ کے معنی محدث کے ہی کرتے رہے ہیں۔ اور کبھی بھی وہ کسی معنی کے لحاظ سے اصل اور ظل کے درمیان مساوات کے قائل نہیں ہوئے پس جبکہ مولوی سید محمد احسن صاحب مولوی محمد علی صاحب کے معنوں کی کھلی کھلی تردید کر چکے ہیں۔ اور فرما چکے ہیں۔ کہ وہ سمجھے ہی نہیں۔ کس طرح ہو سکتا ہے کہ آج وہ ان معنوں کے قائل ہونے پر حلفی شہادت شائع کردیں۔ پس یا تو جناب مولوی صاحب کا نام بغیر ان سے دریافت کئے ہی لکھدیا گیا ہے۔ یا انہوں نے مضمون حلف کو پڑھا ہی نہیں ورنہ وہ کبھی بھی ایک غلط بات پر حلفی شہادت ثبت نکرتے پھر مولوی سید محمد احسن صاحب کبھی یہ بات حلفی طور پر نہیں لکھ سکتے۔ کہ میرے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آئی جب تک کہ میاں محمود احمد صاحب نے اسکا اعلان نہیں کیا کیونکہ مولوی صاحب موصوف ۱۹۰۱ء میں ہی حضرت صاحبؑ کا دعویٰ نبوۃ ثابت کرچکے ہیں۔ چنانچہ غلطی کا ازالہ والا اشتہار نکلنے پر ایک شخص مسمی محمد یوسف نے مولوی صاحب کیطرف ایک کارڈ لکھا جس کا مضمون خود مولوی صاحب کے جواب سے انہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

"آپکا کارڈ پہنچا آپ نے جو درجواب عریضہ خاکسار تحریر فرمایا ہے۔ کہ کل مینے اشتہار دیکھا جس میں مرزا صاحبؑ نے دعوئی نبوۃ کا کیا ہے۔ لہذا میں آنے سے انکار کرتا ہوں۔ آپ کی ملاقات کرنی بھی پسند نہیں کرتا"

اس کارڈ کے جواب میں جناب مولوی صاحب نے اُسی وقت ۱۲ر نومبر ۱۹۰۱ء کو ایک مضمون لکھا جو ۲۴ر نومبر ۱۹۰۱ء کے الحکم میں شائع ہوا اس مضمون میں مولویصاحب موصوف نے کھولکر بتایا کہ نبوت تشریعی ختم ہوگئی ہے۔ اور نبوۃ غیر تشریعی جاری ہے مگر وہ بھی براہ راست نہیں بلکہ بواسطہ فیوض نبی کریم صلعم اور ایسی نبوۃ کا دعوے حضرت مرزا صاحبؑ نے ہی کیا ہے۔ چنانچہ اسی مضمون میں مخالف کیطرف سے یہ اعتراض خود ہی اٹھا کر خلفاء اربعہ بھی تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے مستفیض تھے۔ پھر انہوں نے کیوں اپنے لئے لفظ نبی کا اطلاق جائز نہیں سمجھا جناب مولوی صاحب یوں جواب دیتے ہیں کہ بغیر الہام الہی اور اعلام الہی کے خیر القرون ہوں یا آخرین منھم یہ دعوے ظلی نبوۃ کا کیونکر کر سکتے ہیں۔ اس دعوے کیلئے امر الہی کا ہونا ضروری ہے۔ اس جواب سے صاف ظاہر ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے غلطی کے ازالہ والا اشتہار نکلتے ہی حضرت صاحب کا دعوی نبوۃ تسلیم کرلیا تھا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ کہکر کہ خلفاء اربعہ کو نہ خدا نے نبی کہا اور نہ انہوں نے خود ظلی نبوت کا دعوٰی کیا۔ اس بات کو بھی ساتھ ہی ثابت کردیا کہ ظلی نبوۃ محدثیت کے مترادف نہیں ورنہ ماننا پڑیگا۔ کہ مولوی صاحب موصوف کے نزدیک حضرت عمرؓ بھی محدث نہ تھے حالانکہ ان کے محدث ہونیکا دعوی تو زبان نبوی سے ثابت ہے۔ پس جبکہ مولوی صاحب اسی وقت نبوۃ تسلیم کرچکے تھے۔ تو آج کس طرح اس بات پر دستخط کرسکتے ہیں۔ کہ میرے وہم وگمان میں یہ بات کبھی نہیں آئی۔ یہ دونوں باتیں ثابت کرتی ہیں۔ کہ یا تو دستخط مولوی محمد علی صاحب نے خود ہی کردئے ہیں۔ یا پھر مولویصاحب نے بغیر بغور پڑھے دستخط کردئے ہیں۔

تیسرا قرینہ تیسرا قرینہ اسبات کے ثبوت میں یہ ہے کہ حلف اٹھانے والوں میں مولوی غلام حسین صاحب سب رجسٹرار کا نام بھی درج ہے مولوی صاحب موصوف کی طرف بھی ان الفاظ میں "ہمارے وہم وگمان میں کبھی یہ بات نہیں آئی"۔ حلف منسوب نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ انہوں نے غلطی کے ازالہ شائع ہونے پر دعوٰی نبوۃ سمجھا اور ان کو شبہات پیدا ہوئے جو انہوں نے بذریعہ خط وکتابت اس وقت حضرت خلیفہ اولؓ کے پیش کئے۔ کیا مولوی صاحب موصوف حلف اٹھا کر اس سے انکار کرسکتے ہیں۔ ان نمونوں کو دیکھکر باقیوں کی نسبت بھی ہم ایسا ہی خیال کرنے پر مجبور ہیں۔ اگر ہمارا یہ قیاس درست نہیں تو مولوی محمد علی صاحب ہر ایک دستخط کنندہ سے حلفیہ بیان شائع کرائیں۔ کہ انہوں نے خود حلف لکھکر مولوی صاحب کو بھیجی ہے یا مولوی محمد علی صاحب نے ان کے پاس حلف کا مضمون لکھ بھیجا تھا۔ اور انھوں نے اچھی طرح سے پڑھکر اس پر دستخط کرکے واپس کیا تھا۔ اور انکے واپس کرنے کے بعد ان کے نام شائع کئے گئے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو دنیا سمجھ لے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اس معاملہ میں کہانتک خشیۃ اللہ سے کام لیا ہے۔

مضمون حلف میں ایک مغالطہ مضمون حلف میں بعض فقرے ایسے رنگ میں لکھے گئے ہیں جس سے غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے میں امر چہارم پر بحث کرنے سے پہلے ان کے متعلق بھی کچھ کہدینا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ فقرے یہ ہیں۔

(۱) آپ آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوۃ کو کاذب اور کافر یقین کرتے ہیں۔

(۲) خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ نیا نہ پرانا۔
(۳) سابقہ تحریریں انکار دعویٰ نبوت سے بھری پڑی ہیں۔
(۴) میاں صاحب کے نزدیک سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے اپنے دعویٰ میں تبدیلی کی ۔

اول اور دوم کے متعلق تو یہ عرض ہے کہ حضور مطلق مدعی نبوت کو کافر یقین نہیں کرتے تھے۔ بلکہ تشریعی یا براہ راست مدعی نبوت کو کافر و کاذب یقین کرتے تھے اس طرح مطلق نبی کے آنے کو ممنوع نہیں سمجھتے تھے بلکہ ویسے نبی کے آنے کو جو تشریعی یا براہ راست ہو۔ سوم کے متعلق بھی یہی جواب ہے۔ کہ حضرت صاحب کی سابقہ تحریریں مطلق دعویٰ نبوت کے انکار سے نہیں بھری ہوئیں۔ بلکہ تشریعی یا براہ راست نبی ہونے کے انکار سے بھری ہوئی ہیں۔ جیسا کہ میں نے آپ کے ٹریکٹ نمبر ۲ کے جواب میں وضاحت سے ثابت کر دیا ہے ۔

امر چہارم کے متعلق واضح ہو کہ نفس دعویٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے نزدیک کوئی تبدیلی نہیں۔ کیفیت کے لحاظ سے دعویٰ شروع سے لیکر آخر تک ایک ہی رہا ہے تبدیلی صرف نام رکھنے میں ہوئی ۔

کیا مولوی محمد علی صاحب اپنے پیش کردہ اصل کے ماتحت خود حلف اٹھانے کو تیار ہیں

مولوی صاحب کی حلف کو بے معنی اور آپ کی ناموں کے درج کرنے میں دیانتداری کو ثابت کرنے کے بعد میں اس خوشی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے مولوی صاحب کے اس طریق فیصلہ کے پیش کرنے سے ہوئی ہے۔ ہماری مدت سے یہ خواہش تھی کہ اختلافی مسائل میں حلف کے ذریعہ فیصلہ کیا جائے۔ مگر جناب مولوی صاحب اسکو عملی طور پر غیر فیصلہ کن بتا کر اس سے ہمیشہ گریز کرتے رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے خود مولوی صاحب کی ہی قلم سے یہ طریق نکلوا کر ان لوگوں کے لئے حق اور باطل کے درمیان امتیاز کرنے میں آسانیاں پیدا کر دیں۔ جن پر حق محض اسوجہ سے مشتبہ چلا آتا ہے کہ وہ جناب مولوی صاحب کی نسبت خوش اعتقادی یا حسن ظنی کے سبب یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ مولوی صاحب جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ یہ درست ہے۔ لیکن اب مولوی صاحب نے جبکہ خود فیصلہ کیلئے ایک طریق پیش کیا ہے تو ہمیں بھی اب حق حاصل ہو گیا ہے کہ جس قسم کی حلف کا ہم چاہیں مولوی صاحب سے مطالبہ کریں۔ اسلئے میں اپنے اس حق سے فائدہ اُٹھاتا ہوا ایسے لوگوں پر حق کو ظاہر کرنے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب تریاق القلوب والی قسم کھا کر بتائیں کہ کیا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی وقت بھی زمرہ انبیاء میں داخل سمجھتے رہے ہیں یا نہیں اگر وہ نہیں سمجھتے رہے۔ تو وہ اپنی کتابوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو نبی آخر الزمان و پیغمبر آخر الزمان لکھتے رہے ہیں۔ ان الفاظ سے ان کی کیا مراد ہوا کرتی تھی۔ اور نیز خواجہ غلام الثقلین کو جواب دیتے ہوئے جو انھوں نے حضرت صاحب کو مدعیان نبوۃ میں داخل کیا ہے۔ اس سے ان کی کیا مراد تھی۔ اور اگر سمجھتے رہے ہیں۔ تو وہ خود ہی بتائیں کہ انھوں نے اس عقیدہ کو از خود ہی بنا لیا تھا یا حضرت مسیح موعود کی کتب وغیرہ سے اخذ کرکے یا حضور سے زبانی سُنکر اختیار کیا تھا اگر کتب وغیرہ سے اخذ کیا تھا۔ تو کس کتاب سے اخذ کیا تھا۔ اور اگر زبانی سنا تھا۔ تو کب سُنا تھا۔ ہر ایک شق لکھتے ہوئے اس کے ساتھ قسم کھائی ہوگی۔ اگر آپ قسم کھا کر لکھیں کہ میں حضور کو زمرہ انبیاء میں داخل کبھی بھی نہیں سمجھتا تھا۔ پھر وہی قسم کھا کر بتائیں کہ میری تحریروں میں جو لفظ نبی آخر الزمان اور پیغمبر آخر الزمان استعمال ہوا ہے میں نے اسوقت اس سے فلاں مراد لی تھی۔

اگر مولوی صاحب اس حلف سے گریز کریں۔ تو دانشمند لوگ سمجھ لیں کہ مولوی صاحب [illegible] کا ایک ایسے طریق سے جس کو خود ہی انہوں نے پیش کیا ہے۔ صرف پیش ہی نہیں بلکہ دوسروں سے اُسے پورا کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ پہلو تہی کرنا کیا معنے رکھتا ہے ۔

امر چہارم اور مولوی محمد علی صاحب کے دو ناپاک حملوں کا جواب

آپ کی حلف پر کافی روشنی ڈالنے کے بعد آپ کے امر چہارم کی طرف جو اس ٹریکٹ کا اصل مقصد ہے۔ متوجہ ہوتا ہوں آپ کے ٹریکٹ کی اصل غرض یہ ثابت کرنا ہے کہ تبدیلی کی تاریخ سنہ ۱۹۰۱ء حضرت خلیفۃ المسیح نے نعوذ باللہ خود بنائی ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء پر آپ نے خاص طور پر زور دیا ہے۔ یہانتک کہ جس جگہ بھی تبدیلی کا ذکر کیا ہے۔ حلف میں یا غیر حلف میں اسکو سنہ ۱۹۰۱ء سے مقید کر دیا ہے۔ سو پیشتر اس کے کہ میں آپ کے اصل سوال کا جواب دُوں۔ آپ سے اتنا دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپکو ہمارے ساتھ اختلاف نفس تبدیلی کے وقوع میں ہے یا صرف تبدیلی کی تاریخ متعین کرنے میں اگر محض تعین تاریخ میں ہے۔ تو ہماری بتائی ہوئی تاریخ اگر غلط ہے۔ تو آپ ہی مہربانی فرما کر صحیح تاریخ بتا دیں اور اگر نفس وقوع تبدیلی میں اختلاف ہے۔ تو بحث وقوع تبدیلی میں کرنی چاہیئے۔ نہ اسبات پر کہ فلاں تاریخ میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ یہ تاریخ تم نے خود بنائی ہے۔ پہلے تبدیلی کا فیصلہ کرلیں پھر ابتدائے تاریخ تبدیلی کا بھی فیصلہ ہوجائیگا اصل چیز تو تبدیلی ہے۔ جس کا اثر دیگر عقائد پر پڑتا ہے تاریخ تو اس کے تابع ہے۔ ہم تبدیلی کی تاریخ سنہ ۱۹۰۱ء اسلئے قرار دیتے ہیں کہ جہاں تک ہم نے حضرت صاحب کی کتب کو دیکھا ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے قریب آپ نے دعوائے نبوت کیا ہے۔ اسلئے ہم نے تبدیلی کی تاریخ اسی کو قرار دیدیا ہے۔ اگر آج کوئی شخص اس تاریخ سے پہلے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی تحریر دکھا دے۔ تو ہم اسی کو تبدیلی کی ابتدائی تاریخ سمجھ لینگے۔ ہمارا اسمیں کیا حرج ہے۔ اگرچہ اسوقت تک نہ کوئی دکھلا سکا ہے۔ اور نہ آئندہ اُمید ہے۔ پس نفس تبدیلی ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ تاریخ کے اختلاف سے وہ باطل نہیں ہو سکتی۔ اب میں آپ کے اصل سوال کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ آپ کا اصل سوال یہ ہے کہ تبدیلی کی تاریخ سنہ ۱۹۰۱ء حضرت خلیفۃ المسیح نے نعوذ باللہ خود بنائی ہے۔ اپنے اس دعو[illegible]لے کی دلیل آپ نے یہ دی ہے کہ القول الفصل میں حضور نے [illegible] لکھا کہ سنہ ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کتابوں سے حجت پکڑنی جائز نہیں۔ اور بعد میں حقیقۃ النبوۃ میں لکھا کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں

سے حُجّت پکڑنا جائز نہیں۔ اس دلیل کو پکڑ کر آپ نے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ میاں صاحب نے (نعوذ باللہ) یہ تاریخ خود بنائی ہے۔ اور اس سے آپ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جب تاریخ کا خود بنانا ثابت ہُوا۔ تو نفس تبدیلی بھی انہی کی ایجاد ہے۔

پیشتر اسکے کہ میں اصل جواب تحریر کروں۔ مولوی صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر میں آپ کے اس اعتراض کو کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو تبدیلی کی تاریخ سنہ ۱۹۰۱ء پہلے معلوم نہیں تھی۔ بعد میں معلوم ہوئی۔ اگر صحیح بھی تسلیم کر لوں تو اس سے یہ نتیجہ کس طرح نکل آیا ہے کہ یہ تاریخ حضور نے خود بنائی ہے۔ اور اس تاریخ کا عدم علم اسبات کو کس طرح مستلزم ہے کہ تبدیلی بھی نعوذ باللہ حضور کی ایجاد ہے۔ کیا اگر کسی واقعہ کی تاریخ وقوع کے متعلق کسی شخص کو اپنی تحقیقات کی بناء پر کوئی خاص تاریخ معلوم ہو، اور وہ اس کا اظہار کردے۔ اور بعد میں نئی تحقیقات سے معلوم ہو کہ وہ واقعہ پہلی بیان کردہ تاریخ سے ایک سال قبل وقوع میں آیا تھا۔ تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلیگا۔ کہ وہ تاریخ اس نے خود بنائی ہے۔ یا ایک واقعہ کی تاریخ کے متعلق کسی شخص کا اپنی دو مختلف تحقیقوں کی بناء پر دو مختلف تاریخیں مختلف وقتوں میں بتانا کسی عقلمند کے نزدیک اس بات کا ثبوت ہُوا کرتا ہے۔ کہ یہ واقعہ ہی اس نے خود بنایا ہے۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوت کی تاریخوں اور بعض غزوات کی تاریخوں میں اختلاف سے کیا یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ واقعات ہوئے ہی نہیں۔ اسی پر واقعہ تبدیلی کو قیاس کر لیجئے۔ نفس تبدیلی ایک یقینی واقعہ ہے۔ جس کو حضور نے اپنی کتاب القول الفصل میں بحوالہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ تا ۱۵۰ دلائل سے ثابت کیا ہے۔ اور جس کا جواب آپ آج تک باوجود ناخنوں تک زور لگانے کے نہیں دے سکے۔ اور نہ آیندہ انشاء اللہ دے سکینگے۔ پس اس کی تاریخ وقوع میں اختلاف کو دیکھ کر اس کے متعلق یہ کہہ دینا کہ اس واقعہ کو ہی خود ایجاد کر لیا ہے۔ کس قدر حق کا خون کرنا اور لوگوں کو صداقت سے دُور رکھنے کی کوشش ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اسجگہ تو یہ بات بھی نہیں کہ تبدیلی کی تاریخ کے متعلق کوئی تحقیق بدلی ہو۔ جو تحقیق حضور نے القول الفصل میں لکھی ہے۔ وہی حقیقۃ النبوۃ میں درج فرمائی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ القول الفصل میں اجمال ہے۔ اور حقیقۃ النبوۃ میں تفصیل ہے۔ القول الفصل میں تو اشتہار غلطی کے ازالہ سے وہ تمام حوالے نقل کر دئے ہیں۔ جو تبدیلی پر صاف دلالت کرتے ہیں۔ اور حقیقۃ النبوۃ میں اُسی اشتہار کی تاریخ لکھ دی ہے۔

ایک ناپاک حملہ اور اُس کا جواب

باقی تاریخوں کے اختلاف کے متعلق تو حضرت خلیفۃ المسیح نے خود حقیقۃ النبوۃ میں بیان فرما دیا تھا۔ "کہ میں نے اپنے رسالہ القول الفصل میں تاریخ اشاعت کے لحاظ سے سنہ ۱۹۰۲ء تک تریاق کی تیاری لکھی ہے۔ لیکن چونکہ اسوقت اس امر کو بالتفصیل لکھنے کی گنجایش نہ تھی۔ اسلئے اس رسالہ میں وہی تاریخ لکھی گئی۔ جو تریاق پر لکھی ہوئی تھی۔" اس وجہ کو دیکھ کر بجائے اس کے کہ آپ حسن ظنی سے کام لیتے۔ آپ نے ایک نہایت ناپاک حملہ حضور والا کی ذات پر کر دیا ہے اس جواب پر آپ کے الفاظ یہ ہیں:۔ "مگر یہ وجہ دینے والے کی کیفیت قلبی خود ان الفاظ سے نظر آتی ہے اسکے ایک ایک حرف میں بناوٹ کی بُو ہے۔" مولوی صاحب! المرء یقیس علی نفسہ کی مثل کے ماتحت میں آپ کو ایسا لکھنے میں معذور سمجھتا ہوں۔ لیکن طالبان حق کے لئے بتاتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے جو جواب دیا۔ وہ بالکل صحیح اور صداقت پر مبنی ہے۔ حضور کو اسوقت یہ علم تھا کہ غلطی کا ازالہ سنہ ۱۹۰۱ء کا ہے۔ اور تریاق فی الحقیقت سنہ ۱۹۰۲ء کی نہیں۔ اس کتاب میں گنجایش نہ ہونے کی وجہ سے ہی اور تریاق القلوب کی تاریخ پر نئی بحث چھڑ جانے کے خوف سے ہی وہی تاریخ رہنے دی۔ جو تریاق القلوب پر تھی۔ اس کے ثبوت کے لئے مکرمی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل کی حلفی شہادت ملاحظہ ہو

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
میں اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر شہادت دیتا ہوں کہ جب القول الفصل کی کاپیاں لکھی جا رہی تھیں۔ تو اُسوقت میں نے مسودہ ہی کو دیکھ کر حضرت سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ جس کی بعض عبارتیں اس کتاب القول الفصل میں بھی اثبات دعویٰ نبوت میں پیش کی گئی ہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں شایع ہوا ہے۔ لیکن حضور نے اس کتاب میں تریاق القلوب کی بناء پر سنہ ۱۹۰۲ء سے بعد کی تحریرات کو لیکر اس سے قبل کی تحریرات کے متعلق (جنمیں اشتہار ایک غلطی کا ازالہ بھی آجاتا ہے) یہ بتایا گیا ہے۔ کہ ان سے دعویٰ نبوت نہ ہونے پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ جس پر حضور نے فرمایا تھا کہ چونکہ اس بحث کا نفس نبوت تبدیلی عقیدہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور تریاق القلوب کی اشاعت سے بعد کی حضور کی تحریرات بہرحال حضور کا دعویٰ نبوت ثابت کرتی ہیں۔ اور اسوقت تریاق القلوب کے متعلق بھی تحقیق اور بحث کرنے کی گنجایش نہیں ہے اور یہ بحث کوئی یہیں پر ختم بھی نہیں ہو چلی۔ اس لئے پھر کسی موقعہ پر اس کی توضیح کر دیجائیگی۔ کوئی حرج نہیں۔

یہ حاصل مفہوم ہے اس میری عرض اور حضور کے جواب کا۔ ممکن ہے کہ تفصیل میں بوجہ لمبا عرصہ گذر چکنے کے کچھ کمی بیشی ہو گئی ہو۔ مگر اصل واقعہ اسی طرح پر ہے۔ فقط۔

خاکسار محمد اسمٰعیل"

اس شہادت کو پڑھکر ناظرین کرام غور کریں کہ کیا حضور نے جواب میں کسی قسم کی بناوٹ سے کام لیا ہے۔ حضور چاہتے۔ تو اُسی وقت کاٹ دیتے۔ مگر حضور نے اس کو اصل مسئلہ سے غیر متعلق پاکر اور اپنے مخاطبوں پر یہ حسن ظنی کر کے کہ یہ لوگ عقلمند ہیں۔ اور عقلمند اس قسم کی لفظی بحثوں میں نہیں اُلجھا کرتے۔ ایسی حقیر چیز کی طرف توجہ نہ کی ۔

دوسرا ناپاک حملہ

دوسرا ناپاک حملہ آپ نے حضور کی جماعت پر کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں۔ کہ میاں صاحب کے مریدوں میں ایک حیرت انگیز بات میں نے یہ دیکھی ہے۔ کہ وہ ہر بات کو اس طرح مانتے چلے جائیں گے۔ جس طرح میاں صاحب لکھ دیں۔ اس کی انھیں پرواہ نہیں کہ وہ عقل۔ قرآن و حدیث کے مخالف ہے یا موافق۔ اس قسم کے فقرے مولوی صاحب کی تحریر اور تقریروں میں اکثر استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ میرے نزدیک مولوی صاحب اسمیں بھی معذور ہی سمجھے جانے کے قابل ہیں۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح اطال اللہ بقاءہم و زاد مجدہم کے اقبال اور اپنے ادبار کو دیکھ کر حسد کی آگ ان کے سینہ میں بھڑک کر جو ان کے خرمن راحت و آرام کو خاکستر کرتی رہتی ہے۔ کم کرنے اور حضور کی کامیابی اور اپنی ناکامی کو ملاحظہ کرکے جو جان کو کھا جانے والا دکھ ان کے لاحق ہوا ہوا ہے۔ اس کی تخفیف کرنے میں اگر وہ اس قسم کے فقرے بھی استعمال نہ کریں تو کیا کریں۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس بلا سے نجات دے۔ مگر آخر میں میں اتنی نصیحت کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اپنے اس غم کے اظہار کے لئے وہ کوئی اور طریق اختیار کریں۔ کیونکہ اس سے (خواہ ان کا ارادہ نہ ہو) درپردہ حضرت مسیح موعودؑ کی قوت قدسی پر حملہ لازم آتا ہے۔ کیونکہ جماعت آخر حضور کی تربیت کے ماتحت ہی پرورش یافتہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مسیح موعود کی ہتک سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

خاکسار عبدالرحمن مصری

لغویات سے بچو

بعض عجوبہ پسند یا جہلاء کی طرف سے اس قسم کے گشتی کارڈ ڈاکخانہ کے ذریعے بھیجے جا رہے ہیں۔ جن پر اہدنا الصراط المستقیم لکھا ہے۔ اور ہدایت کی گئی ہے کہ بارہ منٹ میں ۱۱ کارڈ لکھ کر بھیج دو۔ یہ سب لغو باتیں ہیں ہمارے احباب کے پاس ایسے کارڈ پہنچیں تو کچھ توجہ نہ کی جائے +

خطبہ جمعہ

تغیرات عظیمہ

ہمیں دنیا کی تربیت کے لئے تیار ہونا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۲۷ جنوری ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

تغیرات ارضی و سماوی

اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ زمین میں عظیم الشان تغیر پیدا ہونیوالا ہے۔ بعض اخبار نے یوں آیندہ زمانہ کے متعلق خبریں دی ہیں۔ اور مسیح موعود جو آدم ثانی ہے اپنی ذات سے ادھر اشارہ کر رہا ہے۔ کہ اس زمانہ میں عظیم الشان تغیرات ہوں گے۔ مگر ان پیشگوئیوں کے علاوہ زمینی تغیرات بتاتے ہیں کہ یہ تغیر ہونیوالا ہے۔ کیونکہ جب تک ایک بات پیشگوئی حد تک رہے۔ تو تو وہ بات تعبیر طلب ہوتی ہے۔ اور خیال ہوتا ہے۔ ممکن ہے یوں ہو یا یوں۔ مگر جب واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ تو معلوم ہو جاتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ نتیجہ ہے۔ تو اسوقت دنیا میں عظیم تغیرات ہو رہے ہیں۔ جنمیں سے کچھ تو انسانی ہاتھوں سے اور کچھ آسمانی تدابیر سے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسی حرکت دی گئی ہے کہ دنیا اپنے رستہ سے ہٹ گئی ہے یہی نہیں کہ مصائب ہیں۔ ایک قسم کی بیماریاں ہیں۔ لڑائیاں ہیں۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نئی نئی قسم کی بیماریاں ہیں جو پیدا ہو رہی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی تمام علمی ترقی کے باوجود خدا کی گرفت سے باہر نہیں۔ انسان نے سمجھا تھا کہ ہم خدا کی گرفت سے نکل گئے۔ ڈاکٹر بنا کرتے تھے کہ ہم نے سب بیماریوں کا علاج نکال لیا ہے۔ مگر اب جو بیماریاں آتی ہیں وہ انکے قابو میں نہیں ہیں۔ اور ان کا علاج انکو معلوم نہیں۔ یہی انفلوئنزا پہلے بھی ہو چکا ہے۔ اور اس کی کئی قسمیں چل چکی ہیں۔ لیکن اس کی اب جو شکلیں نکل رہی ہیں۔ وہ بالکل نئی ہیں۔ مثلاً اب جو مرض ... پھیلا ہے۔ اس سے دماغ میں خلل آتا ہے۔ اور انسان سوتے ہی سوتے مر جاتا ہے۔ تمام مرض کی کیفیات بیہوشی میں ہوتی ہیں۔ اس کی نسبت ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اس کا علاج معلوم نہیں۔

انسانی ایجاد کے مقابلہ خدائی ایجادات

معلوم ہوا کہ جب انسان ایجاد کرتا ہے۔ قانون قدرت بھی ایجاد کرتا ہے۔ اگر ایک طرف ہی ایجاد ہو تو کام ختم ہو جاتا ہے۔ مگر جب مقابلہ میں بھی ایجاد کا کام جاری ہو تو کام ختم نہیں ہو سکتا۔ مثلاً ایک شخص گالی دے اگر دوسرا خاموش ہو رہے تو بات ختم ہو گئی۔ مگر جب دوسری طرف سے اس کا جواب دیا جائے۔ تو معاملہ بڑھ جاتا ہے۔ پس اسی طرح جب تک انسانی تدابیر کے آگے نئی تدابیر کام کرتی نظر نہ آتی تھیں اسوقت خیال ہو سکتا تھا کہ شاید انسان غالب آجائے۔ مگر جب معلوم ہوا۔ کہ انسانی ایجادات کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی ایجادات کا سلسلہ جاری ہے تو یہ وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ کہ انسان قدرت پر غالب آجائیگا۔ جہاں انسان کی ایجادات جاری ہیں۔ اسکے مقابلہ میں قدرت کی طرف سے ہلاکت آفریں امراض پیدا ہوتے رہتے ہیں +

پہلے اور موجودہ زمانہ میں فرق

پہلے زمانہ کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی دوائی ایجاد ہوتی تھی۔ تو دوسرے ملک میں سالہا سال میں پہنچتی تھی۔ کیونکہ علم کے پھیلانے کے سامان نہ تھے۔ اسلئے بہت سے علوم مرجاتے تھے یا آہستہ آہستہ پھیلتے تھے۔ ایک بات دریافت ہو کر صدیوں میں دوسرے علاقہ میں پہنچتی تھی۔ اور اتنے میں پہلا علاقہ علم میں اور ترقی کر جاتا تھا۔ اور پہلا علم غلط قرار پاتا تھا۔ مگر اب علم کے پھیلانے کے سامان بھی عجیب عجیب نکل آئے ہیں۔ ریل ہے۔ ڈاک ہے۔ دخانی جہاز ہیں تار ہے پھر بے تار کا آلہ خبر رسانی ہے۔ اور ان ذرائع سے کوئی کسی علم کی بات ہو۔ سارے جہان میں پھیل سکتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی بیماریاں اور تباہیاں بھی اسی سرعت سے اپنا کام کرنے لگی ہیں پہلے بیماریاں بھی کسی ایک علاقہ میں پیدا ہو کر مر جاتی تھیں۔

یا قریب قریب کے علاقہ میں پھیل جاتی تھیں۔ مگر اب یہ حال ہے کہ ڈاک کے ذریعہ جہاں اخبار یا کتابیں دوسرے علاقہ میں جاتی ہیں بیماری کے جرم بھی پہنچ جاتے ہیں۔ اور آناً فاناً بیماری پھیل جاتی ہے۔ جیسا کہ [illegible] انفلوئنزا پھیلا ہے۔ پہلے نہ پھیل سکتا تھا۔ بعض بیماریاں پہلے زمانہ میں کسی ملک میں تھیں۔ اور ہزارہا سال گذرنے پر بھی ایک ہی علاقہ میں تھیں۔ مثلاً امریکہ [illegible] سے یورپ میں پھیلا ہے۔ پہلے نہ تھا۔ اسی طرح آتشک وغیرہ بیماریاں ٹھنڈے ملکوں یعنی یورپ میں تھیں جب آپس میں ملاپ بڑھا تو اب یہاں بھی پھیل گئی۔ اس قاعدہ سے معلوم ہوا کہ دنیاوی علوم کی ترقی کے ساتھ ہلاکت بھی پھیلتی ہے۔ یہ تو قانون میں تغیر ہے۔ انسانی خیالات میں بھی تغیر آیا ہے۔ آج سے پہلے جو تغیر شدہ باتیں تھیں انکو اب بیوقوفی کی باتیں سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً اب کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی زبردست کسی ملک کو فتح کرے تو مفتوحہ علاقہ اسکا حق نہیں۔ پہلے یہ خیال تھا کہ اگر مفتوحہ علاقہ فاتح کا حق نہیں تو اور کس کا ہے۔ لیکن اب کہا جاتا ہے کہ ہر ایک ملک والوں کا حق ہے۔ کہ وہ اس میں حکومت کریں۔ یا تو میرا قبضہ کرنا جائز سمجھا جاتا تھا۔ یا اب اس کو ناجائز کہا جاتا ہے اور اس کی جہالت کی بات کہا جاتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سی باتیں جن کے متعلق خیالات میں تغیر آگیا ہے خیالات کے تغیر سے حکومتوں کا طرز بدل گیا ہے۔ لوگوں کی عام حالت میں فرق آگیا ہے۔ پہلے کون کہہ سکتا تھا کہ ماں باپ پر اولاد کا کوئی حق نہیں۔ مگر اب کم از کم ایک علاقہ میں ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ اولاد کو ہم کیوں پرورش کریں۔ وہ حکومت کے کام آتے ہیں حکومت ان کی پرورش کرے لیکن ابھی جہاں یہ خیال نہیں پھیلا وہاں اگر ایسے کہا جائے۔ تو

یہ تغیرات ہمارے لئے ہیں

تو انسانی خیالات کے تغیرات نے دنیا کا نقشہ بدل دیا ہے۔ یہ تمام تغیرات اس بات کی علامت ہیں کہ کوئی بہت بڑا تغیر ہونے والا ہے۔ اور کوئی عظیم الشان بارش ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے تمام طاقتیں ابھر آتی ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو ہر قسم کی بوٹیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ قسم قسم کے درخت نکل آتے ہیں۔ اور ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ بارش کا اثر ہے۔ اسی طرح زمانہ کے تغیرات جو ہو رہے ہیں یہ اسکی علامت ہیں کہ کوئی بڑی بارش خدا کی طرف سے ہوئی ہے۔ ایسے وقت میں ہشیار آدمی کا کام ہے۔ وہ سوچے کہ میں اس بارش سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں۔ یا نہیں۔ یہ میرے لئے مفید ہے یا وہ اگر وہ مفید سمجھتا ہے۔ تو پانی کو کھیت میں جمع کر لیتا ہے اگر مضر تو منڈیر توڑ کر نکال دیتا ہے۔ اسی طرح ہمارے لئے بھی سوچنے کا مقام ہے۔ کہ ہم کیونکر اس آسمانی بارش کے وقت اس تغیرات کے زمانہ میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ چونکہ ہم نے خدا کے مامور کو مانا ہے اس لئے یہ تو ہم جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ ہمارے لئے ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ خدا نے مسیح اور اس کے سلسلہ کی ترقی کے لئے کیا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا پہلے اپنے مامور کو بھیجے اور اس کے ذریعہ ایک سلسلہ قائم کرے اور پھر اسکو خود ہی تباہ کر دے اور مٹا دے خواہ دنیا سوشلزم کیطرف چلی جائے کہ بچے سرکار پالا کرے۔ خواہ تمام دنیا میں ایک حکومت ہو جائے۔ خواہ حکومتوں کو توڑ کر ہر ایک شخص کو بالکل آزاد کر دیا جائے۔ یہ سب درمیانی تغیرات ہیں۔ اور مسیح موعودؑ کی جماعت کیلئے مفید ہیں۔ یہ ممکن نہیں کہ یہ تغیرات مسیح موعودؑ کی جماعت کی ہلاکت کیواسطے ہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مسیح موعودؑ خدا کی طرف سے ہو اور اسکا سلسلہ مٹا دیا جائے۔ کیونکہ جب کوئی شخص کسی کو اپنے باغ سے پھل لانے کے لئے بھیجے تو کبھی اس کے پھاڑ ڈالنے کے لئے کتے نہیں بھیجا کرتا۔ اگر یہ بات ہے تو یہ تمام تغیرات سلسلہ احمدیہ کیلئے مضر نہیں خواہ بظاہر مضر ہی نظر آئیں۔ انجام اچھا ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے۔ کہ ماں باپ بچے کو آگ میں نہیں ڈالتے مگر کبھی سبق دینے کے لئے اس کی انگلی آگ کو لگا دیتے ہیں کہ یہ اس سے آئندہ بچا رہے۔ اسی طرح جو تغیرات اسلام اور سلسلہ کے لئے مضر نظر آتے ہیں یہ اس لئے ہیں کہ دنیا کو تمام طرفوں سے تھکا کر خدا تعالےٰ اسلام کی طرف لائے اور دنیا دیکھ لے کہ اس نے جو رستے اپنی نجات کے بتائے تھے وہ دراصل ہلاکت کی طرف جاتے تھے۔ اگر ان تغیرات کے بغیر اسلام کو مانتے تو ممکن ہے ان کے دلمیں شک رہتا کہ شاید نجات اور بھلائی کی راہ اور ہو مگر اب تجربہ سے معلوم کرینگے کہ نجات کی راہ اس کے سوا اور نہیں پس دنیا آئے گی اور یقیناً سب طرف سے تھک کر ادھر آئیگی

کیا ہم دنیا کی تربیت کے لئے تیار ہیں

مگر سوال یہ ہے کہ کروڑوں جو لوگ ادھر متوجہ ہو رہے ہیں اور وہ ادھر آئینگے۔ کیونکہ عذابوں کے سلسلہ کو اپنی تمام ترقیات کے باوجود ہلاکت کو اپنے سامنے دیکھینگے۔ اور ادھر آئینگے کیا ہمارے پاس ان کروڑوں کے لئے سامان تیار ہے۔ ہم نے ان کے ٹھیرانے کی جگہ تیار کی ہے۔ ہم نے ان کی تعلیم کا بندوبست کر لیا ہے۔ ہماری تمام کوششوں کا نتیجہ چند آدمی ہیں جو تعلیم دے سکیں۔ دیکھیں کس کو معلوم تھا کہ زراعت کی بجائے قید میں ہو گا۔ اسی طرح کون کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ تغیرات اچانک دنیا کو ادھر متوجہ کرینگے۔ اور وہ کہینگے لاؤ ہمیں اسلام سکھاؤ۔ خواہ ایک جماعت خواہ وہ لاکھ ہی کی ہو جائے۔ پاس اسکی تربیت کا سامان ہے۔ لیکن اگر کل نہیں ایک سال بعد ایک سال دو سال بعد بلکہ بیس سال کے بعد بھی اگر لوگ آئیں تو کیا ہم نے ایسا بیج بویا ہے۔ کہ بیس سال کے بعد ہم تمام دنیا کی تربیت کر سکیں۔ جب نہیں تو پھر کیا ہو گا۔ اس کی بڑی وجہ یہی کہ یہ لوگوں نے توجہ چند لوگوں کے لئے سمجھ رکھا ہے۔ صحابہ میں سے ہر ایک شخص معلم تھا۔ اسی طرح ضرورت ہے ہر ایک احمدی معلم ہو۔ دیکھو صحابہ گھانس کاٹتے تھے۔ لکڑیاں چیرتے تھے۔ باوجود اس کے وہ دین کے عالم تھے۔ اسی طرح گو خاص خاص فنون میں چند عالم ہوں۔ مگر دینی احکام اور اصول اور دلائل ہر ایک احمدی جانتا ہو۔ جب کوئی سیکھنے والا آئے تو جو احمدی سامنے ہو۔ کہدیا جائے کہ اس سے سیکھ لو۔ ان تغیرات کی طرف توجہ کرو۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ ابھی دنیا ادھر نہیں آئیگی۔ اگر عقلوں پر فیصلہ ہو تو دنیا ہزاروں سالوں میں بھی ادھر نہ آئیگی۔ مگر جب خدا تغیرات کر رہا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کس سرعت سے یہ کام ہو رہا ہے۔ اسلئے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ شاید کل ہی ہو جائے

علم کیسے آسکتا ہے

اسلئے آپ کو چاہیئے کہ ہر ایک احمدی دین کی واقفیت رکھتا ہو۔ کم از کم دین کی صداقت کے دلائل اور فرائض سے آگاہ ہو۔ صرف (۱) اخلاص اور (۲) توجہ (۳) اور تھوڑی سی کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ دیکھو ہمارے حافظ روشن علی صاحب نے تمام علوم سُن سُن کر پڑھے ہیں۔ کیونکہ ان کی آنکھیں کمزور ہیں۔ اسی طرح حافظ ابراہیم صاحب ان کو حضرت صاحب کی کتابیں یاد ہیں انہوں نے الف بے نہیں پڑھی۔ مگر انھوں نے سُن سُن کر دین پڑھا۔ اور یاد کیا ہے۔ اسلئے پڑھنے ہی کی ضرورت نہیں۔ صرف توجہ۔ کوشش اور اخلاص سے یہ باتیں حاصل ہوسکتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ بہت سے اتنی واقفیت بھی نہیں رکھتے۔ دیکھو تغیرات کا کوئی وقت مقرر نہیں۔

کابل میں احمدیوں کی آزادی

میں کل ایک خوشخبری سُنا چکا ہوں۔ وہی افغانستان جہاں سید عبداللطیف صاحب شہید ہوئے تھے۔ وہاں اب امیر نے کہا ہے کہ کسی احمدی کو مذہب کی خاطر قید نہیں کرنا چاہیئے۔ بلخ میں تین احمدی قید تھے گورنر سے پوچھا گیا۔ اس نے کہا کہ یہ احمدی ہیں حکم کیا کہ فوراً چھوڑ دو۔ کسی احمدی کو مذہبی معاملہ میں قید نہیں کیا جاسکتا۔ دیکھو ہم نہیں جانتے کہ وہاں کیلئے ہمیں کیا طریق عمل اختیار کرنا پڑتا۔ شاید کابل کے لئے کسی وقت جہاد ہی کرنا پڑجاتا۔ مگر اب دیکھو کتنا تغیر آگیا۔ وہاں کے بادشاہ نے کہدیا کہ قیدی احمدیوں کو چھوڑ دو۔ پس نہیں معلوم ہمیں کب خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہو رہنا چاہیئے کہ دنیا کو سنبھال سکیں۔ تم نے دنیا کو ادھر نہیں لانا بلکہ لانے والا خدا ہے۔ اس لئے تمہیں آنے والوں کے معلم بننے کے لئے ابھی سے کوشش کرنی چاہیئے ؛

ایک نومسلم کا خط

نورانیت اسلام

جناب مولوی مبارک علی صاحب بی اے۔ بی ٹی بنگالی مبلغ انگلستان نے اپنے تازہ خط میں ایک نومسلم کے خط کا اقتباس دیا ہے۔ جو اس نے ایک دوسرے نومسلم کے نام لکھا ہے۔ اول الذکر کا نام مسٹر ایچ۔ ٹی لیک ساکن برائٹن ہے۔ جن سے کچھ عرصہ سے مولویصاحب کی خط و کتابت ہو رہی تھی۔ جن کے نام یہ خط ہے ان کا نام مسٹر بیکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ حق قبول کر کے اعلان کریں۔ آپ اس خط کو پڑھکر محسوس کرینگے۔ کہ اس نومسلم کے دل میں اسلام سے کس قدر محبت اور خلوص ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ان صاحب کو استقامت دے اور دوسروں کے لئے موجب ہدایت بنائے (ایڈیٹر)

"پیارے بھائی! جو کچھ میں آپ کو لکھ رہا ہوں۔ یہ کسی عارضی اور آنی جذبہ کا اعلان نہیں۔ بلکہ یہ اس رائے کا اظہار ہے۔ جس پر میں کئی راتوں کے گہرے غور و فکر کے بعد پہنچا ہوں۔ اور جس پر عمل پیرا ہونے کا میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔

میں ایک اور بے ترتیب مذہبی لائف سے نکالا جا کر دنیا کے سچے اور صرف ایک ہی سچے مذہب اسلام کی یقین کی روشنی میں لایا گیا ہوں۔ پس پیارے بھائی میں التجا کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے مذہبی اصول اور اعلیٰ اور پسندیدہ اخلاق کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے مزید ہدایات فرمائیں ؛

میں نے کوئی ایسا مردہ مذہب اختیار نہیں جو صرف میری ذات کے لئے ہو۔ بلکہ میں اس مذہب کی مقدس طاقت کا حقیقی احساس اپنے اندر پاتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ اس صداقت کی معرفت تمام بنی نوع انسان کو ہو میرا کام اس دنیا میں اگلے جہان کی ترقیات کے لئے ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی تمام زندگی اس مقدس مذہب کے حصول اور اشاعت کیلئے وقف کروں "

"اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اِھانَتَک"

ناظرین کو معلوم ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۷ر جنوری کے اہلحدیث میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو واضع حدیث لکھا تھا۔ حالانکہ آپ نے کوئی حدیث وضع نہیں کی تھی۔ بلکہ کنز العمال جلد ۷ صہ۲۷ سے بلفظہ ایک حدیث نقل کی تھی۔ اور ناقل کو نہ شرعاً نہ عقلاً نہ اُصول مناظرہ کے لحاظ سے واضع کہہ سکتے ہیں۔ مگر ایسا لکھنے سے ایک تو مولویصاحب کی علمی پردہ دری ہوئی۔ دوسرے خدا تعالیٰ نے وہی الزام اُسی پر لگایا۔ تا اُسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام انی مھین من اراد اھانتک کی سچائی ثابت ہو۔ اخبار الفقیہ مورخہ ۲۰ر فروری ۱۹۲۳ء صفحہ ۵ کالم ۲ میں مولوی غلام احمد صاحب اخگر امرتسری لکھتے ہیں:۔

"ناظرین کو معلوم ہے کہ خاکسار نے ہندوستان بھر کے وہابی علماء سے کچھ سوالات پوچھے ہیں جن کا ایک حصہ ۵ر جنوری اور دوسرا ۵ر فروری کے الفقیہ میں شائع ہوا ہے ناظرین کو معلوم ہے کہ میں نے ان سوالات کا جواب دینے کے لئے ایڈیٹر اہل حدیث کو مخاطب نہیں کیا تھا۔

چنانچہ میں نے اپنے تمہیدی نوٹ میں لکھ دیا تھا کہ "یہ امر بھی قابل نوٹ ہے کہ براہ مہربانی کوئی صاحب ثناء اللہ کی طرح جھوٹی حدیث بنا کر نہ لکھدے"۔"

دیکھا۔ خدا تعالیٰ کے مُنہ کی کہی ہوئی باتیں کیسے پوری ہوتی ہیں۔ سُن اور غور سے سُن کہ ؂

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پہ نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

ابو الثناء جلال الدین شمس (مولوی فاضل)
سیکھواں

نظم

(مولانا حافظ احمد اللہ صاحب)

قد زلزلت یا اخوتی ارض الہدیٰ زلزالہا
وتفتحت باب الفتن بجدالہا وقتالہا
برق البصر خسف القمر والشمس الضیا بالاثر
لم یبق شئ منتظر الی[1] یجی بجلالہا
نزل المسیح المنتظر جمع الشمول المنتشر
تم القدر عاد النضر بلت جدب ببلالہا
قتل المبارز بالنظر حتی الی مد البصر
حیی النفس نفست بہ من دعوۃ بکمالہا
دارت رحی - تم الخبر - ما قالہ خیر البشر
لم یبق شئ منتظر الی یجی بجلالہا
خلف الرسالۃ کالقمر لما فقدنا المفتخر[2]
نور[3] من اللہ الابر حبل الدجل ودجالہا
من علمہ بحر الدبر[4] من حلمہ جسم[5] جسر
من جاءہ ورد النہر جنب الکدر[6] غلالہا[7]
سن الخلافۃ فی الاثر من سرہا ذہب السرر[8]
فی امرنا ہیس الفتر نعم البدل بیدالہا
محمود ناق الامر[9] فی حین احیان الخطر
امرا ذہ لما عدر کسر النسیج وغزالہا[10]
تقریرہ ذی[11] الدرر فی نظمہ او فی النثر
سجل[12] اللفف لف النشر وضح البیان بکمالہا
یکفی لہ ہذا القدر من فضلہ فضل العمر
من سادۃ ولد البشر ای مریم[13] بسلالہا
نسبت المبارک یا شمر رامینا رمی المدر
لولا التقی نرمی حجر نازل بنا بمثالہا
یا من لہ عین النظر من غیر احمد لا مفر
ارکب سفینۃ یا اخی لیس الخطا لغزالہا

(۱) الی مخفف الذی کا (۲) مفتخر سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (۳) نور سے مراد خلیفہ اول حضرت مولوی نور الدین صاحب مرحوم و مغفور ہیں (۴) دبر - بیٹ کا گھاؤ - (۵) جسم - شیطان (۶) غلال کیچڑ (۷) سرد بغیر فترت کے کسی کام کا ہونا (۸) سرر - وہ چاند کی رات جس میں آخری مہینے کی شب کو چاند معدوم ہوتا (۹) امر - نہایت کڑوا وقت - سخت کڑوی چیز (۱۰) النسیج والغزال - تانا بانا (۱۱) ذی - مثل مانند (۱۲) سجل لمبا تومار (۱۳) مریم - حضرت مسیح موعود کا ابتدائی زمانہ کا نام

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

آئندہ نظارت تالیف و اشاعت کی زیر نگرانی نکلا کریگا

تشحیذ الاذہان کی علیحدہ اشاعت موقوف

تمام احباب کرام جماعت احمدیہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ حسب منشاء حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ وفیصلہ صدر انجمن احمدیہ آئندہ جماعت کی توجہ مرکزی طور پر یکجا اور کام کو مختصر مگر پُر جوش بنانے کے لئے - رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور تشحیذ الاذہان علیحدہ علیحدہ دو رسالے نہیں نکلا کرینگے - بلکہ ایک ہی رسالہ زیر نگرانی نظارت تالیف و اشاعت شایع ہوا کریگا - ریویو آف ریلیجنز کا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احترام میں مقدم رکھا گیا ہے - اور تشحیذ الاذہان کے ذریعہ جو کام ہو رہا ہے - وہ بھی اسی سے لیا جائیگا - چونکہ تشحیذ الاذہان کی باقاعدہ اشاعت اور مضامین کا کام گذشتہ گیارہ سال بہت تسلی بخش رہا ہے - اسلئے یہ خبر احباب کے اطمینان کا موجب ہوگی - کہ تشحیذ الاذہان کا عملہ ہی اس خدمت پر لگایا گیا ہے - پس جہاں ریویو آف ریلیجنز پہلے سے زیادہ حجم (۴۸ صفحے) پر اپنی شان خصوصی کے ساتھ شایع ہوگا - وہاں تشحیذ الاذہان کے خریداروں کے مطالعہ میں بھی کسی قسم کا فرق نہیں آئیگا - کیونکہ تشحیذ ہی کا ایڈیٹر - ریویو آف ریلیجنز کی خدمت ادارت پر متعین ہوا ہے -

ماہ مارچ سے تشحیذ کے خریداروں کے نام بجز ان کے جو پہلے ہی خریدار ریویو آف ریلیجنز ہی پہنچا کریگا - اگر ان کی طرف سے سنہ ۱۹۲۲ء کی قیمت تشحیذ وصول ہے - تو اس کے متعلق یہ درخواست ہے - کہ نصف روپیہ اعانت تشحیذ فنڈ میں دیدیں - اور نصف کے معاوضے میں کسی غریب طالب علم یا غیر احمدی کے نام ریویو جاری کرا دیں - اور اس ریویو آف ریلیجنز کی قیمت (جو ان کے نام جاری ہے یا اب بجائے تشحیذ جاری کیا جائیگا) الگ ادا کریں - اس تھوڑی سے ایثار سے ریویو کی اشاعت بڑھ جائیگی - اور تبلیغ و اشاعت کا فرض بھی بغیر کسی مزید خرچ کے ادا ہو جائیگا -

۲ - ریویو آف ریلیجنز کا حجم آئندہ ۴۸ صفحے ہوگا - اور جوں جوں اشاعت بڑھیگی - اور سامان طباعت ارزاں ہوگا - حجم بڑھایا جائیگا - قیمت سالانہ تین روپے اور طالب علموں کے لئے اڑھائی روپے نصف قیمت کی رعایت اب جاری نہیں رکھی جا سکتی - کیونکہ رسالہ کا خرچ اس کی آمد سے نکالا جایا کریگا نہ کہ اشاعت فنڈ سے -

۳ - اب جبکہ دو رسالوں کی بجائے ایک رسالہ کر دیا گیا ہے اسلئے احباب کرام پر واجب ہے - کہ وہ اس کی توسیع اشاعت میں پوری پوری کوشش فرماویں - اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق رسالہ کی اشاعت دس ہزار تک پہنچا دیں - اس کے لئے ابتدائی کارروائی کے طور پر ہر خریدار کو کم از کم دو خریدار مہیا کرنے چاہئیں - اور موجودہ خریداروں میں سے کسی کو خریداری سے دستکش نہیں ہونا چاہیئے -

۴ - رسالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو نکالا جایا کریگا - . . . . ماہ اپریل کا رسالہ سنہ ۱۹۲۲ء کی قیمت پیشگی اور سنہ ۱۹۲۱ء کا بقایا وصول کرنے کے لئے خریداران ریویو کے نام وی پی ہوگا - کوئی صاحب وی پی واپس کر کے نقصان نہ پہنچائیں ۔

۵ - اگر کسی صاحب کے نام دو رسالے ریویو کے پہنچیں تو وہ اطلاع دیں - اور اپنا نمبر بھی لکھیں - خط و کتابت بنام منیجر

ناظر تالیف و اشاعت - قادیان

398

سرکاری اطلاعات

گورنمنٹ پنجاب نے پٹواریوں کے واسطے ڈاکٹری علاج میں خاص رعایات رکھی ہیں۔

سب اسسٹنٹ سرجن ۵ میل کے اندر اندر بیمار پٹواری کو مفت دیکھینگے۔ بشرطیکہ ان کو سفر پر اپنا کوئی ذاتی خرچ نہ کرنا پڑے۔

دوم۔ یہ کہ پٹواری کی ایسی حالت ہو کہ وہ ہسپتال میں نہیں آسکتا۔

(۲)

پچھلے دنوں آریہ سماج کی طرف سے یہ شکایت اعلان کی گئی تھی کہ گورنمنٹ کے افسروں نے دیدہ دانستہ ان کے بعض رضاکاروں کی سندھیا میں خلل اندازی کی ہے۔ اس کے متعلق گورنمنٹ کا بیان یہ ہے۔ کہ جب ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ آف پولیس حوالات کے دروازے پر جہاں وہ اشخاص تھے پہنچے تو اس وقت بالکل خاموشی تھی اور ان کے پہنچنے پر یک لخت اونچی آواز شروع ہو گئی افسروں کا یہی خیال تھا کہ اگر یہ سندھیا کر رہے ہوتے تو یہ ضرور خاموشی سے علیحدہ علیحدہ کر رہے ہوتے نہ ایسے جیسے کہ اسوقت یکایک شروع ہو گیا۔ اگر ان کو معلوم ہوتا۔ کہ ان کا طریق عبادت یہی ہے۔ تب بھی یقیناً اسمیں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جاتی۔

گورنمنٹ یہ ظاہر کر دینا چاہتی ہے۔ کہ گورنمنٹ ہر ایک کے مذہبی احساس کا خاص خیال رکھتی ہے اور کبھی اسمیں کسی قسم کی مداخلت پسند نہیں کرتی۔ بلکہ برعکس اس کے ہر قسم کی آسانی و سہولت بہم پہنچانے کیلئے تیار ہے خواہ وہ آدمی حوالات میں ہو یا جیل میں۔ بشرطیکہ وہ اپنی مذہبی عبادت کو خاموشی اور مناسب طریق پر ادا کرے۔

(۳)

سکھ گوردواروں کے متعلق گورنمنٹ کے زیر غور یہ تجویز ہے کہ پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ جو جاگیر گوردواروں کے ساتھ ہے آیا وہ گوردوارے کی ہے یا مہنت کی۔ جہاں یہ شک ہو گا کہ اصلیت

(اشتہارات)

ہر ایک اشتہار کے مضمون کا ذمہ وار خود مشتہر ہے نہ کہ الفضل (ایڈیٹر)

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ ۲۶/۴

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اشتہار میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح حکیم نور الدین صاحب کا بنا ہوا ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا ہے کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است یہ سرمہ دھند جالا۔ پھولا۔ پڑبال سبل اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند کو دور کرنے کیلئے اور موسم گرما میں آنکھیں دکھتی ہوں آنکھوں سے پانی ہر وقت بہتا ہو۔ نظر بڑھانے کیلئے بہت مفید ہے۔ اور دیگر امراض چشم کیلئے بسیار مفید ہے قیمت سرمہ قسم اول فی تولہ ۴/۔ اصلی ممیرا جس کی قیمت ۱۰۰ روپیہ فی تولہ ہے۔ ترکیب استعمال ممیرا پتھر پر رگڑ کر یا سرمہ کی طرح باریک پیس کر آنکھوں میں ڈال دیا کرے۔ یہ سرمہ خاصکر جن کی آنکھیں گرمی کی موسم میں دکھتی ہوں۔ ان کیلئے بہت مفید و مجرب ہے

ترکیب استعمال صبح و شام دو وقت سلائی ڈالا کریں۔ آٹھ روز کے استعمال کے بعد فائدہ ثابت نہ ہو تو سرمہ واپس کر کے قیمت واپس کر والیں

شہید مرحوم صاحبزادہ عبد اللطیف کے حالات حصہ اول و دوم ۲/ محصولڈاک ار کل ۵/ کے ٹکٹ بھجوا دیں۔

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے۔ جسکی عبارت یہ ہے مقوی جمیع اعضاء نافع صرع۔ مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر و جذام و استسقا و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم و مفتت سنگ گردہ و مثانہ و سلسل البول و سیلان منی دیو ست ورد و مفاصل وغیرہ وغیرہ کیلئے بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں

قیمت قسم اول عہ قسم دوم ۸/ فی تولہ۔

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری۔ بادامی سیاہ۔ اور سفید ماشی۔ ریشمی اور سوتی ٹسری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قیمت کی مل سکتی ہیں۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان پنجاب

کیا آپ نے الفضل مورخہ ۱۶ ؍ جنوری ۱۹۲۲ء ۶/۱۲

میں مسٹر سکاٹ امریکی کی کتاب موسومہ یورپ میں اسلامی سلطنت کے ترجمہ کا مفصل اشتہار نہیں پڑھا؟ اگر پڑھا ہے تو درخواست بھیجنے میں جلدی کیجیئے تاکہ آپ کی عنایت سے کتاب جلد چھپ سکے۔ یقین جانئے کہ الہی منظر کتاب یوں آسانی سے پھر دیکھیگی۔ اس کتاب سے مشن کو بہت مدد پہنچیگی۔ اس کتاب کیلئے یہ فخر کافی ہے کہ یہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی تعریف سے گذریگی۔ المشتہر

محمد خلیل الرحمن سپرنٹنڈنٹ دفتر ایجنسی بلوچی لاہور

عجیب اور خوشنما انگوٹھی ۳/۶

چاندی کی اس منقش انگوٹھی کا خوبصورت اور چھوٹا سا نگینہ خالص عقیق کا ہے۔ جسپر حضرت اقدسؑ کا مشہور الہام "الیس اللہ بکاف عبدہ" باریک۔ خوشنما۔ چمکیلے اور نہایت پائدار حروف میں ایسی صنعت کیساتھ تحریر ہے کہ دیکھ کر حیرت آتی ہے نفیس نایاب اور عجیب تحفہ ہے۔ قیمت ۱۲/ فی انگوٹھی اپنا نام بھی ساتھ لکھوائیں۔ تو دو روپیہ انگوٹھی نمبر ۲ جسپر پوری سورہ قل ہو اللہ تحریر ہے ۶/ مع نام ۸/ ملنے کا پتہ

شیخ محمد اسمٰعیل احمدی۔ پانی پت۔ پنجاب

پانی پت کے اونی کمبل ۱۲/۱۲

پاک و صاف ملائم اون کے مختلف وضع قطع کے عمدہ خوبصورت اور پائدار نہایت گرم تیار ہونے کی وجہ سے پانی پت کا کمبل عام طور پر تمام ہند میں مشہور ہے۔ چونکہ اب موسم سردی کا شروع ہوگیا ہے۔ لہذا جن صاحبان کو ضرورت ہو۔ فوراً طلب فرمائیں۔ قیمت بمقابلہ خوبیوں کے نہایت ہی کم ہے۔ یعنی ۸/ سے ۱۲/ تک نیز ہمارے ہاں بیل کے خوبصورت بذریعہ کمانی خود بخود کھلنے والے سرمہ دانی بھی نہایت عمدہ پختہ تیار ہوتے ہیں۔

قیمت ۱۲/ سرمہ دانی ۴/

المشتہر

شیخ محمد محی الدین کمبل مرچنٹ پانی پت

پیٹ کی جھاڑو ۲/۴

یہ نسخہ حضرت مسیح موعودؑ کا بتایا ہوا جو امراض شکم کیواسطے بجید مفید فرمایا یہ پیٹ کی جھاڑو ہے۔ میرے والد صاحب نے ستر برس کی عمر تک استعمال کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوا ہے کہ قبض اور پیٹ کی صفائی کیلئے مفید ہے۔ بلکہ میں نے مرض انفلوئنزا میں جس مریض کو استعمال کرایا شفایاب ہوا اس لئے کم از کم یہ گولیاں احباب کے پاس ہونی چاہئیں۔ جو ایسے موقعوں پر کام آویں۔ صرف ایک گولی شب کو سوتے وقت کھانے سے قبض وغیرہ کی شکایت رفع ہوتی ہے۔ قیمت گولیاں فی سیکڑہ معہ محصولڈاک عہ

المشتہر

سید عبد العزیز ہوٹل قادیان پنجاب

عالمگیر واچ ہاؤس لدہانہ ۱۲/۱۰

جسمیں ہر قسم کی جیبی اور کلائی پر باندھنے والی گھڑیاں کلاک ٹائم پیس ہر رنگین بمختلف قسم کے سادہ الارم دار چوڑیاں چرمی و کلی تسمے۔ زنجیریں ہر قسم کی نہایت اعلیٰ و عمدہ باکفایت۔ اور اصلاح برائے فروخت موجود ہیں۔ فرمائش بھیجکر ہماری راستی کا امتحان کریں۔ احمدی کے ساتھ خاص رعایت ہوگی۔ علاوہ ازیں لدھیانہ کی ساختہ۔ لنگیاں تولئے دریاں۔ گبرون اور جرابیں سوتی و اونی ہر قسم کی صرف دو روپیہ فیصدی کمیشن پر بھیجی جاتی ہیں۔ ہماری دکان پر اصلی پتھر کی عینکیں اور دوسری ہر قسم کی عینکیں بھی بہت سستی اور ارزاں ملتی ہیں۔ قیمت ہر حالت میں پیشگی یا بذریعہ وی پی +

المشتہران

ماسٹر قمر الدین شیخ نور الٰہی احمدیان واچ اینڈ کلاک مرچنٹس چوڑا بازار۔ لدھیانہ

تلاش روزگار ۶/۶

بندہ محکمہ نہر پر مدت سے کام ٹھیکیداری کا کرتا ہے۔ چنانچہ آجکل ضلع شیخوپورہ میں کام ہے۔ مگر کام قلیل ہونے کیوجہ سے التجا ہے اگر کسی احمدی بھائی انجنیر سب ڈویژنل آفیسر کے پاس پکا کام ہو۔ تو بندہ کو یاد فرمائیگا۔ کام دیانت اور محنت سے حسب فرمائش کرونگا۔ مستری حیات اللہ احمدی موضع کوٹلی ترکھانان ڈاکخانہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ

دس روپیہ انعام

مولابخش ولد محمد بخش - قوم کشمیری - بٹ ساکن لاہور محلہ چابک سواراں - حلیہ - گندمی رنگ - لمبا قد دبلا بدن - چیچک رو - چہرہ پرمسہ برابر نخود -

جو کہ بطور ایجنٹ اس وقت کام کرتا ہے - اسباب ایجنسی ایک بکس چمڑہ اور کچھ نمونہ کپڑا ہمراہ رکھتا ہے اور بمبئی کے پتہ پر آرڈر لیتا ہے - جو کہ مبلغ پانچسوپے اوپر ولایتی مال لیکر غائب ہے - جسکا وارنٹ جاری ہو چکا ہے - جو صاحب اس کا پتہ دیوینگے ان کو مبلغ دس روپیہ انعام دیا جاویگا -

حافظ نور احمد احمدی سوداگر - آکولہ - برار

اعلان نکاح بابو عنایت الہی صاحب ملازم ڈاکخانہ ولد میاں چراغ الدین مرحوم سکنہ نبی پور متصل گورداسپور کا نکاح حمیدہ بیگم بنت امیر خاں صاحب مرحوم قادیان سے پانچسو روپے مہر پر حضرت خلیفۃ المسیح نے ۱۰ فروری سنہ۲۲ء بوقت عصر پڑھا - خدا تعالے مبارک کرے -

راقم نظام الدین سب پوسٹماسٹر پنشنر نبی پور

احباب سے ضروری گذارش جو یہ ہے کہ براہ کرم احباب اپنے اپنے شہر کے امراء و رؤساء و حکماء و ڈاکٹر صاحبان و نیز ان احمدی دوکانداروں کے جو کسی چیز کا ایجنٹ بننا پسند فرماویں - نام معہ پورے پتہ کے جتنے بھی ہو سکیں ہمیں تحریر فرما کر مشکور فرماویں -

پتہ

سید عزیز الرحمٰن احمدی قادیان ضلع گورداسپور

ٹریٹوریل فوج میں بھرتی ہونے والوں کو اطلاع چوہدری شکر اللہ خاں صاحب ڈسکہ سے برادران جماعت احمدیہ کو اطلاع دیتے ہیں کہ ۶ مارچ کو ایک ماہ کی سکھلائی کیلئے بھرتی ہو چکے ہیں یا ہونا چاہتے ہیں وہ ... [illegible] ہو جانے کیلئے مجھے اطلاع دیں تاکہ ریلوے پاس اس تعداد میں منگوائے جائیں -

---

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس شیخ محمد حسین صاحب منصف درجہ اول رعیہ مقام نارووال

پورونا ولد بیلی رام قوم کھتری ساکن نورنگ آباد تحصیل رعیہ

بنام

سہاگ ولد مصاحب و جانا و مہتاب قوم چنگڑ ساکن السنی وال و دینا ولد سلطانا قوم چنگڑ ساکن لدھوالی تحصیل رعیہ حال ڈھکی دیواناں تحصیل وزیر آباد -

دعوے ۱۴/۵/-

بنام سہاگ ولد مصاحب و جانا ولد مہتاب قوم چنگڑ ساکن السنی وال و دینا ولد سلطانہ قوم چنگڑ ساکن لدھوالی حال وارد ڈھکی دیواناں تحصیل وزیر آباد

مقدمہ بالا میں بیان حلفی مدعی سے پایا جاتا ہے کہ تم دانستہ تعمیل سمن سے گریز کرتے ہو - اس لئے تمہارے نام اشتہار جاری کیا جاتا ہے کہ تم ۱۰ آکو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ کرو ورنہ تمہارے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جاویگی - آج بتاریخ ۲۲ ماہ فروری سنہ۲۲ء ہماری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا - (مہر عدالت)

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس نمبر ۵۵ - آر

پارسلوں اور اسباب کے محصول میں زیادتی

یکم اپریل سنہ۲۲ء سے پارسلوں اور لگیج کے محصول ریلوے میں تخمیناً ۵۰ فیصدی ایزادی کی جاتی ہے - مفصل اطلاع ایزادی محصول کے نرخوں کے متعلق دفتر ٹریفک منیجر سے حاصل کی جاسکتی ہے -

اے ٹی سٹول ٹریفک منیجر - لاہور

۲۴ فروری سنہ۱۹۲۲ء

399

(بقیہ از صفحہ ۲ کالم ۳)

میں اور مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے پرائیویٹ سکرٹری بائیں طرف - اور کپتان غلام محمد خان صاحب آف دولیال اپنے فل ڈریس میں آگے تھے - اور دوسری موٹر میں سردار فتح محمد خان صاحب صوبیدار اور محمد عبد اللہ خان صاحب جمعدار آف دولیال اور صوبیدار ولی محمد خان صاحب بازید چک گورداسپور سوار تھے - یہ احباب بحیثیت احمدی ہونے کے حضور کے ہمراہ تھے - جب شہزادے کی سواری آئی - احمدیہ جماعت اپنا دعائیہ نعرہ بلند کیا - شہزادہ نے سلام قبول کیا - خدا اسلام قبول کرنے کی بھی توفیق دے - کل رات حسب اعلان بعد نماز مغرب تمام احباب جماعت کو جو یہاں جمع تھے مفید نصیحتیں بیان فرمائیں - جو انشاء اللہ اپنے وقت پر شائع ہونگی - آج صبح بھی کچھ لوگوں نے بیعت کی ہے جن کے اسماء بعد میں مرسل ہونگے *

چٹھی نمبر ۴

۲۶ تاریخ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح سوا دس بجے کے قریب قیام گاہ سے بذریعہ موٹر مستری موسٰی صاحب کی درخواست پر موضع گنج متصل لاہور میں تشریف لے گئے - حضور کے ہمرکاب حضرت میرزا شریف احمد صاحب اور مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے اور کپتان غلام محمد خان صاحب تھے - اس موضع میں مستری صاحب نے ایک مسجد احمدیہ بنائی ہے - جس میں حضور نے دو نفل جماعت سے پڑھائے - مقتدی مندرجہ بالا اصحاب تھے - نوافل سے فارغ ہو کر شالامار باغ میں تشریف لے گئے واپسی پر گنج میں مولوی جلال الدین صاحب کے مکان پر حضور نے مع ام المؤمنین و خدام و صاحبزادگان چائے نوش فرمائی -

بعد نماز مغرب احمدی طلباء مقیم احمدیہ ہوسٹل کو نصائح فرمائیں - جنہیں ان کو تبلیغ کے متعلق نصیحت انتظام اور افسروں کی اطاعت باجماعت نماز کی پابندی کی تاکید اکید فرمائی -

آج صبح کی نماز میں حضور بوجہ علالت تشریف نہیں لائے اللہ تعالی صحت دے - آج بعد نماز مغرب انشاء اللہ

حضور احمدیہ انٹر کالیجیٹ ایسوسی ایشن کے اجلاس میں سپریچوئل ریلیجنریشن (النشاۃ الثانیہ الروحانیہ) پر لیکچر فرمائینگے۔ جسمیں دیگر طلبار اور پروفیسران بھی مدعو ہیں
مشتعف: ارقاء ـ تامیں مندرجہ ذیل اصحاب نے بیعت کی ہے

(۱) محمد امین صاحب ۔ ساکن بھینی ۔ ضلع شیخوپورہ
(۲) تاج الدین صاحب " " " "
(۳) جان محمد صاحب " " " "
(۴) عبدالواحد خان صاحب ۔ ویرووال ضلع امرتسر
(۵) عبدالحکیم صاحب ۔ ترگڑی ۔ ضلع گوجرانوالہ
(۶) خدا بخش صاحب ۔ مونگ ۔ ضلع گجرات
(۷) محمد صاحب ۔ بھینی ۔ ضلع شیخوپورہ
(۸) اسمٰعیل صاحب ۔ " " "
(۹) محمد دین صاحب ۔ کوٹلی ۔ " لاہور
(۱۰) عبدالحمید صاحب ۔ پرنان وال " سیالکوٹ
(۱۱) محمد اسمٰعیل صاحب ۔ للیانی " لاہور
(۱۲) عبدالرحیم صاحب ۔ گوجرانوالہ
(۱۳) عبداللہ خان صاحب ۔ ناموں کے ۔ ضلع سیالکوٹ

وی پی آتے ہیں

اگلا پرچہ ۲ مارچ کا ان خریداران الفضل کے نام وی پی ہو گا۔ جن کا چندہ ماہ فروری میں ختم ہوتا ہے وی پی وصول کرنے والوں کا پرچہ تا وصولی قیمت امانت رہے گا۔

(مینجر الفضل قادیان)

غریب فنڈ

یہ فنڈ اسلئے قائم کیا گیا تھا کہ احباب شادی، غمی اور ترقی تنخواہ ولادت نکاح کے موقعہ پر کچھ رقم الفضل میں داخل فرمایا کریں۔ اور اس سے غرباء کے نام اخبار الفضل مفت جاری ہو سکا کریگا۔ احباب نے توجہ کم کر دی ہے۔ اس ہفتہ بیگم صاحبہ سید محمد حسین شاہ سب اسسٹنٹ سرجن کوہاٹ نے ایک روپیہ اس فنڈ کے لئے بھیجا۔ جزاہا اللہ ۔ مینیجر

ہندوستان کی خبریں

سیتاپور اور کھیری میں عظیم شورش

اخبار انگلشمین کا ایک نامہ نگار اطلاع دیتا ہے کہ بارہ بنکی، سیتاپور اور کھیری میں سخت شورش اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ ایک ہزار باغیوں کی جماعت نے پولیس سٹیشن پر حملہ کیا۔ اور اسکو تباہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکی۔ البتہ نزدیک کے ایک احاطہ میں پہونچکر کاغذات اور رجسٹروں کو پھاڑ ڈالا۔ ڈاک خانہ جلانے کی خبر صحیح نہیں ؛

مسلم یونیورسٹی کے انتخابات

مسلم یونیورسٹی کے بی اے ایس سی انٹرمیڈیٹ میٹریکولیشن کے امتحانات علی گڈھ میں ۱۵ اپریل سے شروع کئے جائینگے۔ اور بعد کے دنوں میں جاری رہینگے ؛

کیتھل میں والنٹیروں نے ڈاکہ مارا

۳ فروری کو شہر کیتھل میں ڈاکہ مارا جس کے متعلق ۴ خلافت والنٹیر گرفتار کئے گئے ہیں۔

تارکان موالات اور گورنمنٹ

دہلی ۲۳ فروری لیجس لیٹو اسمبلی میں آج مسٹر جیجی جی جی بھائی نے سوال کیا۔ (الف) کیا گورنمنٹ کی توجہ ان ریزولیوشنوں کی طرف دلائی گئی ہے۔ جو مجلس عاملہ کانگرس نے بردولی میں پاس کئے ہیں (۲) ان قراردادوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا گورنمنٹ مہربانی کرکے بیان کریگی۔ کہ تحریک ترک موالات کے متعلق اب اسکی پالیسی کیا ہے۔ سر ولیم ونسنٹ نے جواب دیا کہ جن قراردادوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ نے انہیں دیکھا ہے اور ان پر غور کیا ہے۔ تارک موالات جماعت کی پالیسی اور رویہ میں ان سے کسی اصولی تبدیلی کا نشان نہیں مل سکتا۔ حکومت ہند یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ جب تک تحریک موالات کی خلاف قانون سرگرمیوں کو کامل طور پر بند نہیں کیا جاتا۔ اسوقت تک اس کے بارے میں ان کے

غیر ممالک کی خبریں

پیرس میں مسجد پیرس ۔ ۲۲ فروری۔ پیرس کے مسلمان انسٹی ٹیوٹ اور مسجد کی بنیاد ۱۰ مارچ کو اس مقام پر رکھی جائیگی جو شہر پیرس کے قریب اس غرض سے مخصوص کیا گیا ہے۔

مصری اسلحہ حوالہ کر رہے ہیں قاہرہ ۔ ۲۳ فروری۔ قاہرہ میں مصریوں کو اسلحہ رکھنے کی ممانعت اعلان کی اچھی طرح تعمیل کی جاتی ہے۔ مصری تھانوں میں بکثرت اسلحہ جمع کرا رہے ہیں۔

وزیر ہند کے مستعفی ہونے کی افواہ غلط لندن ۔ ۲۳ فروری۔ مسٹر مانٹیگو نے اعلان کیا ہے کہ یہ افواہ بالکل بے بنیاد ہے۔ کہ وہ وزارت ہند سے مستعفی ہونے والے ہیں۔ جس اخبار نے یہ افواہ شائع کی تھی۔ اس نے ان کے جانشین کا نام لارڈ المپتھل بیان کیا تھا۔

افغانستان میں سونے کی کان معاصر طلوع افغان کے تازہ پرچہ سے معلوم ہوا ہے کہ افغانستان میں قندھار کے قرب وجوار میں ایک سونے کی کان دریافت ہوئی ہے۔ جس کی بابت تاجدار افغانستان نے یہ حکم دیدیا ہے کہ تیس سال تک یہ ایک افغانی کمپنی کو ٹھیکہ پر دیدی جائے اور بعد اختتام میعاد سرکاری ملکیت تصور کی جائے۔ کمپنی مذکور کا ٹھیکہ ان لوگوں کو دیا جائیگا جو کان کے قرب وجوار میں رہتے ہیں۔ تاکہ حقوق ہمسائگی تلف نہ ہونے پائیں۔ البتہ اگر یہ لوگ اس کام کا ٹھیکہ نہ لے سکیں تو پھر دوسرے افغان لوگوں کو دیدیا جائیگا۔

ہندوستان کیساتھ جرمن تجارت گذشتہ ۶ ماہ میں جو ستمبر کو ختم ہوتے ہیں۔ جرمنی نے ہندوستان میں دو کروڑ اکیاسی لاکھ روپیہ کا مال بھیجا۔ حالانکہ ۱۹۲۰ء کے اسی مہینے میں اس نے ایک کروڑ ۹۰ لاکھ روپیہ کا ۱۹۲۰ء کے مارچ دسمبر کے درمیانی ایام میں پانچ کروڑ نوے لاکھ روپیہ کا سامان روانہ کیا۔